يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (القرآن)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور اسکی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اسکی راہ میں مجاہدہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ
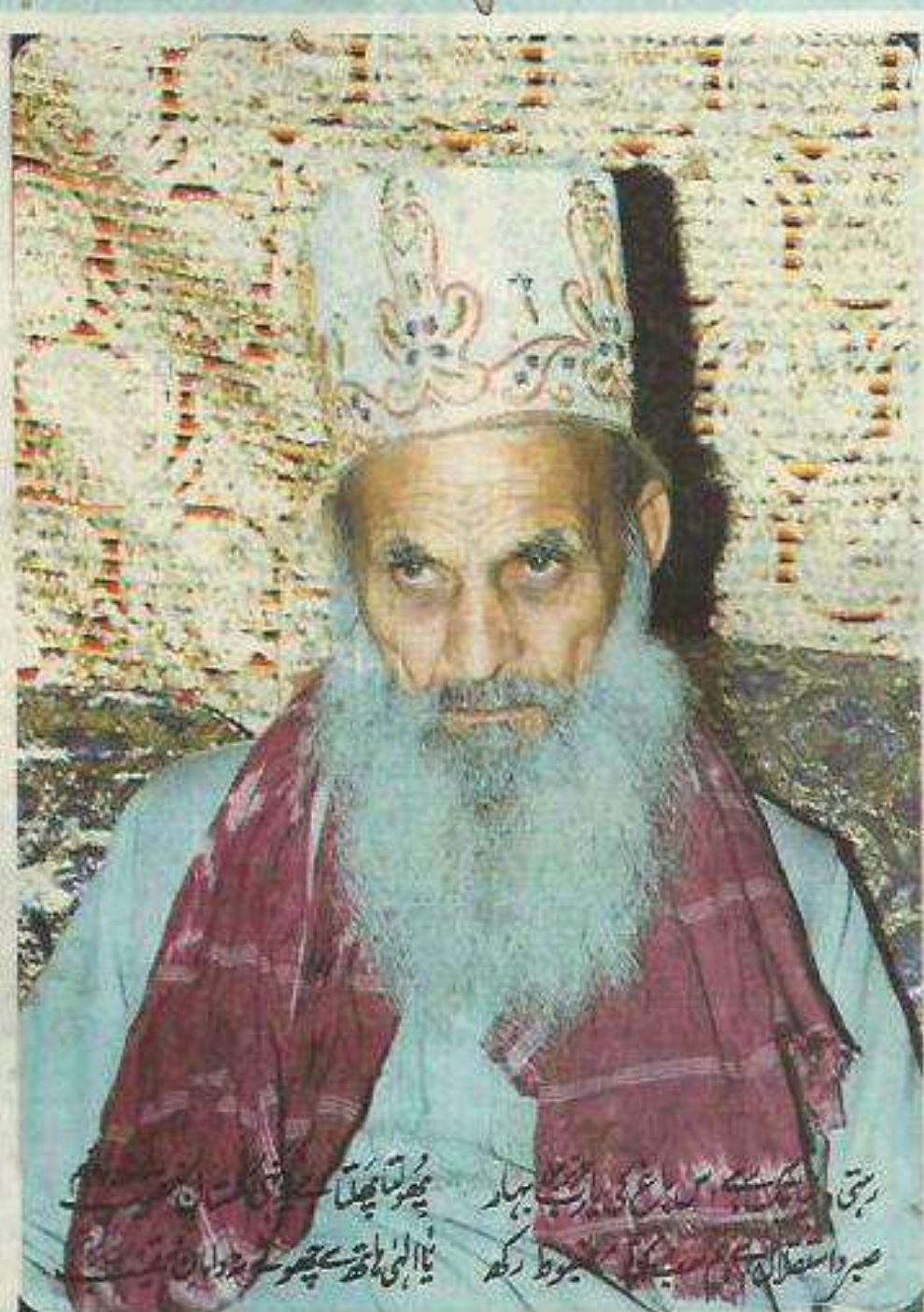
وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا

تَفَرَّقُوا ۠ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ

عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاۗءً فَاَلَّفَ بَيْنَ

قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ

اِخْوَانًا ۚ (آلِ عمران ۱۰۳)

ترجمہ:۔ اور خدا کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو اور تم اپنے اوپر اللہ تبارک و تعالیٰ کے احسان کو یاد کرو، کہ تم دشمن تھے تو اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا۔ پھر تم بھائی بھائی بن گئے۔

ماہنامہ النقیب

جلد ۱ | جون ۱۹۹۰ء | شمارہ ۱

مدیر اعلیٰ:-

میجر سید ناصر حسین شاہ

مجلسِ ادارت

- محمد راسب نقیبی
- میجر دوست محمد
- نصیر احمد اعوان
- خطیب محمد اشرف ریاض نقشبندی مجددی

مینیجر اشتہارات:-

اشفاق احمد شیروانی

سرورق:-

صوبیدار محمد اقبال - نائب صوبیدار محمد سلیمان

انچارج ترسیل:- محمد نذیر

کتابت:- گوشۂ کتابت نیا بازار جہلم

مضامین

ترسیل کا پتہ:- چوہدری غلام رسول آصف کلاتھ ہاؤس نیا بازار کھاریاں شہر (ضلع گجرات)

اداریہ

قارئین کرام!

جس اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی بیان کرنے سے تمام مخلوق قاصر ہے اس نے انسانی ہدایت کیلئے جلیل القدر پیغمبران عظام مبعوث فرمائے۔ سب سے آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "لا نبی بعدی" کا اعلان فرماتے ہوئے تشریف لائے "کنتم خیر امۃ" کے وارث ٹھہرے سلسلہ رشد و ہدایت کو چلانے کیلئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام عام کرنے کیلئے وقتاً فوقتاً ایسے جلیل القدر انسان دنیا میں ابھرتے رہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کار اخلاق خصائل اور اسوہ حسنہ کا پرچار کرتے رہتے ہیں۔ ان ہستیوں کا مشن وصل الی اللہ تھا۔

خدا کے عاشق تو ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہوگا

ان عظیم ہستیوں کے نزدیک انسانیت سے پیار سب سے افضل عبادت ہے۔ اسی سلسلہ میں "النقیب" سہ ماہی پروگرام کے تحت قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ قبلہ عالم کا فیض عام ہے ہزاروں تشنگان عشق آپ کے چشمہ فیض سے سیراب ہو رہے ہیں۔ آپ کے گلشن ولایت کی مہک سے ہزاروں دماغ معطر ہو رہے ہیں۔ سرزمین کے علاوہ بقول اقبال رح!

دیں اذانیں ہم نے یورپ کے کلیساؤں میں

ہر سال کروڑوں غیر مسلم دستِ حق پرست پر بیعت کرکے مشرف باسلام ہوتے ہیں۔ دیرینہ خواہش تھی کہ گلستان کے مختلف پھولوں کو جمع کرکے ایک گلدستہ تیار کیا جائے جو مریدانِ باصفا کیلئے نشانِ منزل ہو اور تحریری طور پر ایک روحانی تصویر پیشِ نظر رہے۔ یہ مرقع نگاہِ کرم سے مزین ہوگا۔ ابتدائی مراحل میں چند مشکلات درپیش ہونے کا امکان ہے لیکن صدقہ نگاہ مرشد کامل ان کی پرواہ نہیں کی جائے۔

قارئین حضرات سے ضروری استدعا ہے کہ ابتداء میں علمی استعداد کی کمی یا ترتیب و تہذیب میں "چشم پوشی" اغماض سے کام لیا جائے گا اور انسانی کمزوری کو معذور جانا جائے گا اور حوصلہ افزائی کیلئے تنقید کی بجائے تصحیح سے کام لیا جائے گا۔

بس خامہ خام نوائے رضا نہ یہ طرز میری نہ یہ رنگ میرا
گر قبول افتد زہے، عز و شرف

★

حمدِ ربِّ مصطفےٰ جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم

(محمد الیاس عطار قادری)

تو ہی مالکِ بحر و بر ہے! یا اللہ عزوجل یا اللہ عزوجل
تو مقصودِ جن و بشر ہے! یا اللہ عزوجل یا اللہ عزوجل

تو ابدی ہے تو ازلی ہے تیرا نام علیم و علی ہے
ذات تیری سب سے برتر ہے یا اللہ عزوجل یا اللہ عزوجل

وصف بیاں کرتے ہیں سارے سنگ و شجر اور چاند ستارے
تسبیح ہر خشک و تر ہے، یا اللہ عزوجل یا اللہ عزوجل

تیرا چرچا گلی گلی ہے ڈالی ڈالی کلی کلی ہے
واصف ہر اک گل و ثمر ہے یا اللہ عزوجل یا اللہ عزوجل

خلقت جب پانی کو ترسے رم جھم رم جھم برکھا برسے
زیرِ قدرت ہر اک ابر ہے یا اللہ عزوجل، یا اللہ عزوجل

رات نے جب سر اپنا چھپایا چڑیوں نے یہ ذکر سنایا
نغمہ بار نسیمِ سحر ہے: یا اللہ عزوجل یا اللہ عزوجل

بخش دے تو عطار کو مولا، تجھ کو اس محبوب کا صدقہ
جو کہ نبیوں علیہم السلام کا سرور ہے یا اللہ عزوجل یا اللہ عزوجل

لاکھوں سلام (اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ)

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

پتلی پتلی گُلِ قدس کی پتیاں
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

اس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود
اُس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام

اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن
اس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام

بھینی بھینی مہک پہ مہکتا درود
پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام

کس کو دیکھا یہ موسیٰؑ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

کل جہاں ملک اور جَو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں

شاہ کی ساری اُمت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

نوٹ: شمارہ ماہ ستمبر کی خصوصی اشاعت

آئندہ شمارہ "ماہ ستمبر" میں پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تقریر ملاحظہ فرمایئے جو انہوں نے "حضرت خواجہ صوفی فقیر محمد نقیب اللہ شاہ صاحب (دامت برکاتہم) کے دورۂ ادارہ منہاج القرآن کے موقع پر کی۔ پروفیسر ڈاکٹر صاحب نے قبلۂ عالم، آپ کے مریدین اور پیر مہر علی شاہ صاحب (رحمتہ اللہ علیہ) کی خاکساریوں کا روح پرور منظر پیش کیا ہے۔

منقبت در خدمت اقدس نقیب اولیاً الحاج خواجہ فقیر

صوفی محمد نقیب اللہ شاہ (دامت برکاتہم)

(قادری۔ سہروردی۔ ابوالعلائی۔ جہانگیری۔ چشتی۔ صابری۔ حسنی)

اے نقیب اولیاً۔ خواجہ نقیب اللہ شاہ — تیری ہستی ہے درخشندہ مثال مہر و ماہ
تیرا سنگِ در ہے اب جن و ملک کی سجدہ گاہ — یہ خداوند دو عالم کا کرم ہے بے پناہ

تیرے جلووں میں حسن رح کے حسن کی تنویر ہے
اپنے مرشد کی تو جیتی جاگتی تصویر ہے

شاہِ جیلان رح کے یہ لطف و کرم کی بات ہے — صبح روشن ہے تیری تابندہ تیری رات ہے
تو جہاں ہے جس جگہ ہے نور کی برسات ہے — تیرے قدموں میں نچھاور آج کائنات ہے

حضرتِ خواجہ حسن رح کا دلبر و جانی ہے تو
حسن میں اپنی جگہ اِک یوسفِ ثانی ہے تو

وہ سراپاء محبت ہے تیری ذات میں — پیکرِ لطف و عنائیت ہے تیری ذاتِ میں
صاحبِ فراست ہے تیری ذات میں — آئینہ دارِ حقیقت ہے تیری ذاتِ میں

سینکڑوں دل بن گئے گلشن، توجہ سے تیری
ہو گئے ظلمت کدے روشن توجہ سے تیری

سینکڑوں گم کردہ راہوں کو دکھائی تو نے راہ　　کون ہوتا ہے زمانے میں کسی کا خیر خواہ
بے سہاروں کو ترے دامن میں ملتی ہے پناہ　　اپنے بیگانوں پہ یکساں ہے تیرا لطفِ نگاہ

تیرے فیضانِ کرم کی کتنی شہرت آج ہے
تا ابد قائم رہے جو شان و شوکت آج ہے

رہروانِ راہِ حق کا ہے تو رہبر بالیقین　　خضرِ منزل ہی سے بنتا ہے مقدر بالیقین
تو ہے عرفانِ الٰہی کا سمندر بالیقین　　تو قلندر ہے قلندر ہے، قلندر بالیقین

خاندانِ قادری کا تجھ سے ہے سرسبز باغ
بزمِ سلطانِ دو عالم کا ہے تو روشن چراغ

حضرت خواجہ محمد یٰسین صادق دھلوی
نے ۱۶ جولائی ۱۹۸۱ء کو گلشن پارک لاہور میں نغمہ سرائی فرمائی

الحاج حضرت خواجہ فقیر صوفی محمد نقیب اللہ شاہ (دامت برکاتہم)

قادری سہروردی ابوالعلائی نقشبندی چشتی صابری جہانگیری

وہ ہستی جس نے دیں اذانیں، یورپ کے کلیساؤں میں

اسمِ گرامی: آپ کی جدۂ ماجدہ کے بھائی جیلان مولوی (رحمۃ اللہ علیہ) آف اڈاتی نے آپ کا نام "محمد نقیب اللہ شاہ" رکھا۔

تاریخ پیدائش: آپ (دامت برکاتہ) جنوری ۱۹۹۵ء میں موضع تُبل شریف تحصیل و ضلع مانسہرہ میں پیدا ہوئے۔

والد ماجد کا نامِ نامی: امیر زید اللہ شاہ (موہڑہ شریف سے بیعت تھے۔ اور آپ (دامت برکاتہ) کے جدِ امجد (رحمۃ اللہ علیہ) پیر بابا سوات کے مرید تھے)

والدہ ماجدہ کا اسمِ پاک: "بی بی نور بیگم" (رحمۃ اللہ علیہا)

عہدِ شباب: آپ (دامت برکاتہ) کا تعلق زمیندار گھرانے سے ہے جو مال مویشی اور بھیڑ بکریاں پال کر گذر اوقات کرتا تھا۔ خاندان کے معمول کے مطابق آپ (دامت برکاتہ) بھی ایام جوانی میں بکریاں چراتے تھے۔ چنانچہ زندگی کی ابتداء ہی اس سنتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے کی۔ خواجہ صوفی نقیب اللہ شاہ صاحب (دامت برکاتہ) چاق و چوبند اور دھن کے پکے ہیں۔ آپ (دامت برکاتہ) فرماتے ہیں کہ آپ (دامت برکاتہم) جس کام کو کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اسے پایۂ تکمیل تک پہنچا دیتے ہیں۔ عہدِ شباب میں جسمانی تندرستی کا یہ عالم تھا کہ آپ (دامت برکاتہ) دو بیلوں کے اوپر

سے جست لگا لیا کرتے تھے۔

۱۹۱۵ء موسم برسات کی ایک دوپہر آپ (دامت برکاتہ) ایک نالے کے کنارے نالے میں ٹانگیں لٹکائے بیٹھے تھے کہ نیچے سے زمین سرک گئی۔ آپ (دامت برکاتہ) سر کے بل نالے میں گرے۔ ابھی راستے میں تھے کہ آواز آئی کہو "یاغوث الاعظم المدد"۔ یہ ندا غیب سے تھی۔ کسی ہستی نے آپکو دونوں شانوں سے تھام کر صحیح سلامت نیچے کھڑا کر دیا۔ دیکھنے والے سرعت سے وہاں پہنچے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ شاید روح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی ہو گی مگر آپ (دامت برکاتہ) کو صحیح سلامت دیکھ کر عزیز و اقارب ششدر رہ گئے۔ آپ (دامت برکاتہ) نے عہد کیا کہ جو ندا غیب سے آئی تھی اور جس ہستی نے آپ (دامت برکاتہ) کو شانوں سے پکڑ کر بچا لیا، اس ہستی کی تلاش میں نکلیں گے۔ یوں آپ (دامت برکاتہ) کو فقراء سے ملنے کا شوق پیدا ہوا۔

تلاشِ حق: حق کی تلاش میں آپ اپنے آبائی دولت کدہ کو چھوڑ کر کئی فقراء کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کی ملاقات سب سے پہلے ریاست تنول کے "مست بابا (رحمۃ اللہ علیہ)" جبگراں والے سے ہوئی۔ مست بابا نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا کہ آپ جس شعاعِ نور کی تلاش میں تھے وہ مجذوبوں کے ہاں نہیں بلکہ کسی سالک کے نعمت کدہ سے ہی حاصل ہو گی۔ آپ (دامت برکاتہ) فرماتے ہیں کہ میں نے گولڑہ شریف، موہڑہ شریف اور سیالکوٹ میں پیر جماعت علی شاہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کے درِ

اقدس پر بھی حاضری دی مگر یہی اشارہ ملتا کہ جس فیض کا حصّہ میر امقدّر تھا وہ کہیں اور ہے۔ ۱۹۲۰ء میں آپ اپنی ہمشیرہ صاحبہ کے پاس کوئٹہ تشریف لے گئے۔ تلاشِ حق کے ساتھ ساتھ آپ نے حصولِ روزگار کے لیے ٹیلرنگ کے شعبہ کو اپنایا اور چمن میں کام شروع کیا۔ چمن میں آپ پادریوں کے پاس اٹھنے بیٹھنے لگے اور انجیل پر بھی مکمل عبور حاصل کر لیا۔ انہی لمحات نے آگے چل کر عیسائیوں کو آپ کے سامنے دوزانوں کرنا تھا۔ چمن میں ہی آپ کی ملاقات حضرت علی حیدر شاہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) سجادہ نشین بغداد شریف سے ہوئی۔ اور آپؒ ان کے حلقہ مریدین میں داخل ہو گئے۔ ایک سال کی عبادت و ریاضت کے بعد آپ نے بغداد شریف حاضری دی۔ آپ کے مرشدِ کامل نے آپ کو یہ نوید دی کہ آپ کے فیض کا حصّہ کسی اور ولیٔ کامل کے پاس ہے۔ یہ سننے کے بعد آپ پر اضطراب کی کیفیت طاری ہو گئی۔ مرشدِ کامل کے فرمان نے عجیب دوراہے پر لا کھڑا کیا۔ بے چینی اور بے کلی کی حالت میں اللہ (عزوجل) سے رو رو کر رہنمائی کی درخواست کی۔ شاید وہی قبولیت کے لمحات تھے۔ کہ مراد بر آئی۔ مالکِ ارض و سمأ نے رہنمائی کے لیے سرکار ابد قرار، سیّد الابرار، ہم کمینوں کے غمخوار، پیارے آقا حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کو رہنمائی کے لیے بھیج دیا۔

تمہیں ہو دردِ بے درماں کے درماں یا رسول اللہ

تمہیں ہو بے سروساماں کے ساماں یا رسول اللہ

یہ جاننے کی خواہش تھی کہ وہ ہستی کون تھی، کہاں تھی، جس کے دلشکرہ

سے ایسے سوتے پھوٹے رہتے تھے جہاں سے آپ کو فیض یاب ہونا تھا۔ اسی بے چینی میں باوضو دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھے تھے کہ اونگھ آگئی۔ عالم رؤیا میں منزل کی طرف لیجانے والے خوبصورت راستوں کو دیکھا۔ ایک پہاڑی کے دامن میں پہنچے تو خوشبوؤں سے معطر گھاس کو پکڑ کر اوپر تشریف لے گئے۔ ایک وسیع و عریض میدان کا نظارہ کیا۔ جس میں ایک ایسا عالی شان اسٹیج تھا۔ جس کو سجانا کسی انسان کی بساط میں نہیں۔ کسی نے آواز دیکر کہا۔ "سرکارِ مدینہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) رونق افروز ہیں۔ اٹھو اور قدم بوسی کر دو۔" بڑھ کر رحمت للعالمین کی قدم بوسی کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا۔ "تم بہت شکوے کر رہے تھے۔" جواباً عرض کی "آداب شاہی سے ناواقف ہوں میں نے توالتجا کی تھی۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسکرا دیئے اور ایک کامل ہستی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ "بائیں طرف دیکھو تمہارا فیض ان کے پاس ہے پہچان لو گے۔" عرض کی کہ پہچان لوں گا۔ دل کی دھڑکنیں تیز ہو چکی تھیں۔ صوفی محمد نقیب اللہ شادماں تھے۔ اسی عالم مسرت میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) سے یہ بھی نہ پوچھ سکے کہ جو ہستی عالم رؤیا میں دکھائی گئی تھی ہے کہاں؟ اب اس عظیم شخصیت کو تلاش کرنا تھا جن کی بابت پاک پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے اشارہ فرما دیا تھا۔ یہ اسی رہنمائی کا ثمرہ تھا کہ چالیس پچاس روپے کی آمدن کو چھوڑ کر ۱۹۲۵ء میں فوج میں بحیثیت سپاہی ٹیلر شمولیت اختیار کی۔ ۱۹۳۵ء میں آپ نے کوئٹہ کو زلزلے میں تباہ ہوتے دیکھا اسی دوران

آپ کی یونٹ بانس بریلی (واقع موجودہ انڈیا) چلی گئی۔ تلاشِ حق میں ہاں بھی اولیائے کرام کے آستانوں پر حاضری دی مگر مقصود نہ مل سکا۔ بدایوں شریف میں کئی اللہ والوں سے ملاقات ہوئی۔ بدایون شریف تو مسکن ہی فقراء کا تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ بدایون شریف کا کوئی کوچہ فقراء سے خالی نہ تھا۔ حضرت نظام الدین (رحمۃ اللہ علیہ) کے والد ماجد کا مزار بھی وہیں ہے۔

آپ کی یونٹ فرید پور کیمپ پر گئی۔ ایک روز اپنی یونٹ کے ایک ساتھی سپاہی محمد شفیع (چچا مرشد موٹ ستیاں۔ آزاد کشمیر) کو کمرے کی تزئین و آرائش کرنے میں مصروف پاکر آپ نے پوچھا "کس کی آمد ہے؟" محمد شفیع صاحب نے فرمایا کہ ان کے مرشد تشریف لا رہے تھے۔ حضرت صوفی محمد نقیب شاہ صاحب (دامت برکاتہ) کو اولیاءِ عظام سے بے پناہ محبت تھی۔ بڑھ کر خود بھی تزئین و آرائش میں مصروف ہو گئے۔ اپنے دستِ اقدس سے مسند شریف لگائی۔ کمرے کی آرائش کی اور غالیچے بچھائے۔ پھر کے باہر کھڑے ہو کر مردِ حق کا انتظار فرمانے لگے۔ وہ لمحہ آن پہنچا جب عالمِ رویا میں دکھائی گئی صورت حقیقت میں بدل گئی۔ بڑھ کر قدم بوسی کی۔ آنے والے مہمان گویا ہوئے۔ "بیٹا تم نے بہت انتظار کرایا ہے۔" مختصر سی گفتگو سمجھ نہ سکے۔ حلقہ ذکر ہوا تو آپ پر شدید وجدانی کیفیت طاری ہوئی۔ آخر کیا وجہ تھی اس کیفیت کی؟ سوچوں کے تانے بانے بُن رہے تھے۔ کہ اس پرہیزگار ہستی پر نگاہ ڈالی تو منزل کو سامنے پایا۔ حضرت خواجہ صوفی محمد حسن شاہ (رحمۃ اللہ علیہ) وہی مرشد

کامل تھے جنہیں عالمِ رؤیا میں تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شناخت کروایا تھا۔ فرطِ جذبات سے آنکھوں نے آنسوؤں کی مالا پرو ڈالی۔

ہم نے چھپائی لاکھ محبت نہ چھپ سکی
آنکھوں نے رو کے یار سے اظہار کر دیا

حضرت خواجہ صوفی محمد حسن شاہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے بڑھ کر آپ کو سینے سے لگا لیا۔ اب ولایت منتقل ہونا تھی۔ تیسرے دن حضرت (رحمۃ اللہ علیہ) پولیس لائن فرید پور میں امام مسجد حافظ شبیر صاحب کے آستانہ پر جلوہ افروز ہونا تھے۔ اس روز صوفی محمد نقیب اللہ شاہ صاحب (دامت برکاتہم) نے حلقہ مریدین میں داخل ہونا تھا۔ آج اس سالک کے دستِ حق میں اپنا دستِ بیعت دینا تھا جس کا حکم کالی کملی والے آقا نے دیا تھا۔ جس کی پیشین گوئی پیر صاحب (دامت برکاتہ) سے تنول ریاست کے مست بابا مجگراں والے (رحمۃ اللہ علیہ) نے کی تھی آپ نے پانچ روپے کی تقریباً ۲۵ سیر مٹھائی خریدی اور سوئے حرم چل دیے۔ حضرت صوفی محمد حسن شاہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا "نقیب اللہ اتنی ڈھیر ساری مقدار میں مٹھائی کیوں لائے ہو" اس پر آپ کے پیر بھائی صوفی انعام اللہ صاحب نے فرمایا "آقا مٹھائی بھی بہت لایا ہے حصہ بھی زیادہ ہی لے گا۔" مرشد (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا "سب کچھ تو ہے ہی اسی کے لیے" لمحات بیت گئے۔ بکریاں چرانے والا نوجوان تلاشِ حق میں سرگرداں نقیب اللہ (دامت برکاتہ) آج حضرت خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ صاحب (دامت برکاتہ) قادری، سہروردی، ابوالعلائی

نقشبندی، چشتی، صابری، جہانگیری بن گئے۔

انقلاب آچکا تھا۔ ایسا انقلاب جس نے یورپ کے کلیساؤں میں اذانوں کی صدائیں بلند کرنا تھیں۔ جس نے مندروں کے بتوں کو سرنگوں کرنا تھا۔ جس نے انتشارِ امت کے دنوں میں سنتِ نبوی ؐ کو زندہ کرنا تھا۔ جس نے اسرارِ خدائی کھولنا تھے۔ جس کے سامنے نوشیرواں وسکندر دست بستہ ہونا تھے۔

بریلی ریلوے جنکشن تھا۔ جہاں سے چھ مختلف سمتوں میں ریل کی پٹڑی بچھی ہونے کی وجہ سے تمام علاقے میں بذریعہ ریل سفر ممکن تھا۔ حضرت خواجہ صوفی محمد حسن شاہ صاحب (رحمتہ اللہ علیہ) کا اکثر گذر بریلی سے ہوتا تھا۔ تکلفات تو تھے ہی۔ ابھی حجاب کے پردے مکمل طور پر نہ اٹھے تھے تربیت جاری تھی ایک دفعہ حضرت صوفی محمد نقیب اللہ شاہ (دامت برکاتہٗ) دست بستہ مرشد کامل کے روبرو کھڑے ہوئے اور عرض کی "اے میرے رہبر! آپ بریلی سے گذرتے ہوئے میرے پاس قیام کیوں نہیں فرماتے؟" حضرتؒ نے فرمایا "یاری میں فرق پڑتا ہے"۔ حضرت صوفی محمد نقیب اللہ صاحب نے فرمایا کہ "آقا میں تو سمجھ رہا ہوں کہ بک گیا ہوں، میرا مال ومنال آپؒ ہی کا ہے۔ میں نے اب آپ ہی کے درِ اقدس سے کھانا ہے، بیوی بچے آپ ہی کی نظر ہیں میرے پاس تو اپنا رہا ہی کچھ نہیں پھر تکلف کیسا؟" مرشدِ برحق فرمانے لگے "اب بات بنی ہے"۔

سہ فطرت کوئی نتیجہ خود ہی نکال لے گی۔ دل نظر ناز کردے اور بے نیاز ہو جا

حضرت خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ صاحب (دامت برکاتہم) آستانہ عالیہ بھنیوڑی شریف تحصیل و ضلع رامپور کے خدام میں داخل ہو گئے تھے مرشد کا فیض تھا۔ فوج میں ہوتے ہوئے بھی پیر بھائیوں کی خدمت کرتے۔ خود آستانہ عالیہ پر تشریف لے جاتے اور ہفتہ بھر وہیں رہتے واپس نہ آتے۔ واپسی پر یونٹ میں دل نہ لگتا۔ تصویر یار دل کے آئینے میں نظر آتی رہتی۔ ایک بار یونٹ کے کمانڈنگ افسر کے سامنے پیشی بھی ہوئی۔ تو آپ (دامت برکاتہ) نے بے دھڑک اور بلا جھجک فرمایا کہ آپکا دل یونٹ میں نہیں لگتا۔ اگر آپ آستانہ عالیہ پر تشریف لے جاتے ہیں تو گورنمنٹ کا نقصان نہیں کرتے۔ کیونکہ آپ کے شاگرد پہلے سے بھی زیادہ جانفشانی سے کام کر رہے ہیں۔ کمانڈنگ افسر نے حکم دیا کہ آئندہ آپ کو نہ روکا جائے۔ یہ ثبوت تھا جنون کا عشق کا جو راستے کی ہر دیوار کو ڈھیر کرتے پر تلا ہوا تھا مگر یار کے نام کی خاطر۔

اسم اعظم کا وظیفہ ہے ہر اک غم کا علاج
بارہا دیکھ لیا نام تمہارا لے کر!

مرشد کامل کے دستِ بابرکت پر بیعت کے بعد زیادہ وقت حضرت خواجہ صوفی محمد حسین شاہ (رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت اقدس میں گذارتے رات بھر حصولِ تعلیم میں مگن رہتے۔ ایک رات اپنے آقا رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے دو زانو دست بستہ تھے کہ اونگھ آگئی۔ اس پر رہنمائے کامل نے فرمایا "جس کو ہم کچھ دینا چاہتے ہیں وہی سو جاتا ہے!" یہ مرشدِ کامل

کا فرمانا تھا کہ دلِ مضطرب کی عجیب حالت ہوگئی، اس کے بعد جب بھی اپنے
رہبر کامل کی مجلسِ بابرکت میں بیٹھے منہ میں سُرخ مرچلیں رکھ کر بیٹھتے تاکہ سُستی
نہ آئے یہی وہ لمحہ تھا جس نے یورپ کے اخبارات کو سُرخیاں دینے
پر مجبور کیا ہے۔ "THE MAN WHO NEVER SLEEPS"[19]
دورانِ ملازمت ہی آپ کو خلافت عطا فرمائی گئی، اور بیعت کی
اجازت بھی مرشدِ کامل نے مرحمت فرمائی، ۱۹۳۹ء میں دوسری جنگِ عظیم
میں اپنا پہلا مرید بیعت کیا، ۱۹۳۹ء میں ہی آپ دورانِ جنگ فرانس چلے گئے۔
وہاں سے انگلینڈ، مصر، لیبیا، اٹلی اور جرمنی کا سفر کیا، حبیب پاک ان دنوں وجود میں آیا تو
آپ جاوا سماٹرا میں تھے، آپ نے کسی باقاعدہ مدرسہ یا اسکول سے تعلیم حاصل نہیں کی،
آپ کو قرآن، حدیث، کے علاوہ انجیل گرنتھ اور کئی دوسرے مذاہب پر مکمل عبور حاصل
ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ آپ نے غیر مسلموں کو ان کے مذاہب کے کُتب سے حلقۂ اسلام
میں داخل فرمایا ہے۔ آپ کئی غیر ملکی زبانوں پر دسترس رکھتے ہیں۔ قیامِ پاکستان کے
بعد آپ کوئٹہ اور ایبٹ آباد میں اپنے فوجی خدمات سرانجام دیتے رہے۔
ریٹائرمنٹ کے بعد آپ نے ای ایم ای سنٹر کوئٹہ میں ٹیلرنگ کا ٹھیکہ حاصل
کیا اور درس و تبلیغ کا کام بھی جاری رکھا، آپ کے ابتدائی مریدین میں صوفی ولایت
حسین (رحمۃ اللہ علیہ) صوفی بشیر صاحب (دوتھان) صوفی رحمان صاحب، صوفی
ملک احسان صاحب، صوفی محمد نواز صاحب (نڑالی گوجر خان) صوفی لعل شاہ صاحب
(آزاد کشمیر) صوفی لعل صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کھوڑی اٹک، قوال صوفی محمد فیروزؒ،
صوفی نور محمد صاحب، مولوی فاضل صاحب، صوفی محمد نذیر صاحب اور

اور کئی دوسرے صوفیائے کرام کے نام ہیں۔ حضرت خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ صاحب (دامت برکاتہم) فرماتے ہیں کہ آپ کے ان مریدوں نے دین کے لیے بہت تگ و دو کی اور نہایت جانفشانی سے کام کیا۔ موسم گرما کی سخت گرمی ہو یا موسم سرما کی سخت برف باری یہ صوفیائے کرام حاضر خدمت رہتے تھے۔ حضرت خواجہ صاحب کے تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ جنہوں نے بچپن سے لیکر جوانی تک حضرت صاحب کے مریدین کی خدمت کی۔ سب سے بڑے فرزند قدرت اللہ شاہ صاحب زمیداری کرتے ہیں۔ منجھلے فرزند صوفی عظمت اللہ شاہ صاحب پاکستان آرمی فرنٹیئر فورس رجمنٹ میں میجر کے عہدے پر فائز ہیں۔ اور سب سے چھوٹے حبیب اللہ شاہ صاحب ہیں۔

(جاری ہے)

نماز مومن کی معراج ہے

(خطیب محمد اشرف ریاض نقشبندی مجددی کھایاں)

ارکانِ اسلام :- توحید و رسالت، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج۔

نمازِ پنجگانہ :- اگر ارکانِ اسلام کو دیکھا جائے تو خداوندِ عالم نے اپنی توحید کے بعد بندوں پر نماز کو فرض ترین قرار دیا ہے۔ اگر اس کے نزدیک نماز سے بہتر کوئی اور عمل ہوتا تو اپنے فرشتوں کو اس میں مشغول رکھتا معلوم ہونا چاہیئے کہ فرشتے ہمہ وقت نماز میں مشغول رہتے ہیں۔ ان میں ایک گروہ ہر وقت رکوع میں مشغول ہے۔ اور ایک قعود میں اسی طرح ایک حالتِ سجود میں ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز ہی کے بارے میں باز پرس کی جائیگی۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے کہ جو آدمی طہارت صحیح کرتا ہے۔ نماز وقت پر ادا کرتا ہے رکوع و سجود بجا لاتا ہے۔ حالتِ نماز میں عاجزی برتتا ہے پس اس کی نماز عرش تک روشن و منور چلی جاتی ہے۔ اور کہتی ہے خداوند (عزوجل) عالم تجھ کو امان میں رکھے، جیسا کہ تو نے مجھے حکم کے مطابق ادا کیا۔ جو نماز آدمی وقت پر ادا نہیں کرتا یا ارکانِ نماز خشوع و خضوع سے بجا نہیں لاتا اس کی نماز بارگاہ ایزدی تک سیاہ ہو جاتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا اسی طرح خدا تجھ کو سزا دے یہاں تک کہ اس کے منہ پر نہ مار دی جائے۔ (کیمیائے سعادت)

نماز کے معنی

نماز کو عربی میں صلوٰۃ کہتے ہیں صلوٰۃ "صلیٰ" سے بنایا گیا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ ٹیڑھی لکڑی کو آگ کی گرمی اور سینک پہنچا کر سیدھا کیا جائے۔ اور نماز کو صلوٰۃ اسی مناسبت سے کہتے ہیں کہ انسان میں نفس امارہ کے باعث کجی اور ٹیڑھا پن موجود ہے اس لیے اس کو حکم دیا گیا کہ وہ نماز پڑھے تا کہ اس کو عظمت وہیبت کی گرمی وحرارت پہنچ کر اس کا ٹیڑھا پن اور کجی دور ہو جائے۔ اور وہ آگ سے سیدھے کیے ہوئے بانس کی طرح سیدھا بن جائے۔

صلوٰۃ "صلۃ" سے بنائی گئی ہے اور صلۃ عربی میں تعلق کو کہتے ہیں۔ پس اس صورت میں نماز کو صلوٰۃ اسی بنا پر کہتے ہیں کہ یہ عبادت مولیٰ (عزوجل) اور اس کے بندہ کے درمیان ایسا خاص تعلق پیدا کرنیوالی ہے جو اور کسی عبادت سے حاصل نہیں ہوتا۔ (میری نماز مولف مولانا محمد ادریس انصاری)

پانچ نمازوں کا پچاس کے برابر ثواب؛

حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے تاجدارِ مدینہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا فرمانِ عالیشان ہے کہ "اللہ عزوجل نے میری امت پر پچاس نمازیں فرمائی تھیں۔ جب میں موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پاس لوٹ کر آیا تو موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے دریافت کیا کہ اللہ (عزوجل) نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے انہیں بتایا تو کہنے لگے "اپنے رب کے پاس لوٹ کر جائیے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی امت اتنی طاقت نہیں رکھتی" میں لوٹ کر

اللہ (عزوجل) کے پاس گیا۔ ان سے کچھ حصہ کم کروایا گیا۔ جب پھر حضرت موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پاس لوٹ کر آیا تو انہوں نے مجھے پھر لوٹا دیا۔ " اللہ عزوجل) نے فرمایا۔" اچھا پانچ ہیں اور پچاس کی قائم مقام ہیں کیونکہ ہمارے قول میں تبدیلی نہیں ہوتی۔" موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا تو انہوں نے کہا۔ "پھر اللہ (عزوجل) کے پاس لوٹ جائیے۔" میں نے جواب دیا۔ "مجھے تو اللہ (عزوجل) سے شرم محسوس ہوتی ہے۔"

(ابن ماجہ)

ہم کمینوں کے غم خوار کالی کملی والے آقا حضرت محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) امت کیلئے آسانیاں پیدا کر گئے۔ پانچ نمازیں پڑھ کر پچاس کا ثواب لیں۔ اگر پانچ بھی نہ پڑھیں تو کتنی بدنصیبی ہے۔

نمازی کے گناہ خزاں کے پتوں کی طرح جھڑتے ہیں

حضرت ابوذر غفاری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں۔" ہمارے آقا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سردیوں کے موسم میں باہر تشریف لائے تو درختوں کے پتے جھڑ رہے تھے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایک درخت کی دو شاخیں پکڑ کر انہیں ہلایا۔ پتے ان سے جھڑنے لگے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔" جب بندہ نماز پڑھتا ہے اور اللہ کی رضامندی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح سے جھڑتے ہیں جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

نقیبی بھائیو! نماز کے فضائل کا احاطہ کرنا بہت مشکل ہے۔ اللہ

(عزوجل) نے سرکارِ مدینہ کی امت پر بصورت نماز بہت بڑا انعام فرمایا ہے
ہر انسان کو اوقاتِ نماز کا علم ہے۔ ایک نماز میں بہت کم وقت خرچ
کر کے اپنے نامہ اعمال میں بہت ساری نیکیاں لکھوا لیتا ہے۔

نیتِ اعتکاف: جب مسجد میں داخل ہوں تو نفلی اعتکاف
کی نیت کر لیا کریں۔ مسجد میں کھانے پینے، لیٹنے یا سونے کی اجازت
نہیں۔ ایسا کرنیوالا گنہ گار ہوگا۔ مسجد میں حلقہ ذکر یا محافل میلاد کے
بعد شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔ اکثر بھائی مسجد میں ہی کھانا شروع کر دیتے
ہیں۔ اگر اعتکاف کی نیت کر لی جائے تو مسجد میں کھانے، پینے لیٹنے یا
سونے کی صورت میں گنہ گار نہ ہوگا۔ اور جب تک مسجد میں رہیں گے
نفلی اعتکاف کا ثواب ملتا رہیگا۔ اپنا معمول بنا لیں کہ جب بھی مسجد میں
داخل ہوں اعتکاف کی نیت کر لیا کریں۔ نیتِ اعتکاف اس طرح ہے۔

نَوَيْتُ سُنَّتَ الْاِعْتِكَافِ

نماز کے اہم ترین عبادت ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟ اسلام کے تمام فرائض۔ حج
زکوٰۃ اور روزے وغیرہ زمین
پر فرض ہوئے اور نماز زمین پر فرض نہیں ہوئی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو زمین سے معراج کی صورت میں
آسمانوں پر بلایا اور ساتویں آسمان کے اوپر جب آپؐ
سدرۃ المنتہیٰ سے بھی اوپر اللہ تعالیٰ کے قرب و حضوری میں تنہا پہنچے
نماز اس وقت اور اس مقام پر اللہ (عزوجل) کی طرف سے آپؐ

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آپ کی امت پر فرض ہوئی اس لیے دین میں
نماز کا جس قدر اہتمام کرایا گیا۔ اسی قدر کسی اور عبادت کا نہیں کرایا گیا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ جب آدمی نماز کی نیت باندھ لیتا ہے تو رب
کائنات سامنے تشریف لے آتے ہیں یعنی اس کی طرف خاص توجہ فرماتے ہیں۔
اور جب کوئی محروم القسمت نمازی نماز کے اندر اپنی نگاہ دوسری طرف
لے جاتا ہے تو اللہ (عزوجل) فرماتے ہیں کہ میرے بندے ہم تو تیرے سامنے ہیں۔
اور تو [illegible]ی طرف نہیں دیکھتا۔ کیا ہم سے بھی کوئی اچھی چیز تجھے نظر آگئی۔ جو
ہم کو چھوڑ کر ادھر متوجہ ہو گیا۔ تیسری وجہ (ا) جب بندہ نماز پڑھنے کھڑا ہوتا
ہے اور اللہ اکبر کی نیت باندھتا ہے تو اس کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے۔ کہ ادھر
تکبیر ختم کی ادھر نمازی کے تمام گناہ معاف ہو کر ایسے پاک صاف ہو گیا
جیسے کہ وہ آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ (ب) جب نمازی سبحانک
اللّٰھم کے بعد اعوذ باللہ پڑھتا ہے۔ تو نمازی کے ایک ایک بال کے بدلے
اسے ایک ایک نیکی ملتی ہے (ج) جب وہ "الحمد" پڑھتا ہے تو ایک حج و عمرہ کا
ثواب ملتا ہے (د) جب وہ رکوع کرتا ہے تو "سبحان ربی العظیم" پڑھتا
ہے تو اس کو اتنا ثواب ملتا ہے۔ جیسے کہ اس نے تمام آسمانی کتابیں
پڑھی ہوں۔ (س) جب وہ "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو
نظر رحمت سے دیکھتا ہے (ص) جب نمازی سجدہ کرتا ہے تو اسے تمام جنوں
اور انسانوں کی تعداد کے موافق ثواب ملتا ہے۔ (ع) جب سجدہ میں
"سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" پڑھتا ہے تو اس کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

(ف) جب وہ سلام پھیرتا ہے تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ کہ وہ جس دروازے سے چاہے جنت میں چلا جائے۔

چوتھی وجہ: حضرت خواجہ حسن بصری (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ نمازی جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے سر سے لیکر آسمان تک رحمت الٰہی کی گھٹا چھا جاتی ہے۔ اور نیکیاں اس پر بارش کی طرح برستی ہیں۔ فرشتے اس کے چاروں طرف جمع ہو جاتے ہیں اور اس کو اپنے حلقہ میں لے لیتے ہیں۔ ایک فرشتہ پکار کر کہتا ہے کہ اے نمازی! اگر تو دیکھ لے کہ تیرے سامنے کون ہے۔ اور تو کس سے باتیں کر رہا ہے تو خدا کی قسم تو کبھی سلام نہ پھیرے اور نماز ہی پڑھتے پڑھتے مر جائے۔

پانچویں وجہ: قیامت کے دن نمازیوں کے چہرے سورج کی طرح چمک رہے ہوں گے (میری نماز۔ مؤلفہ مولانا محمد ادریس انصاری)

تارکِ نماز کی سزا: جو شخص نماز میں سستی کرتا ہے اسکو

۱۴ طریقہ سے عذاب ہوتا ہے۔

۱: اسکی زندگی میں برکت نہیں ہوتی۔ ۲: صلحاء کا نور اسکے چہرے سے ہٹا دیا جاتا ہے۔ ۳: اس کے نیک کاموں کا اجر ہٹا دیا جاتا ہے۔ ۴: اس کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ ۵: نیک بندوں کی دعاؤں میں اسکا استحقاق نہیں رہتا۔ ۶: ذلت سے مرتا ہے۔ ۷: پیاس کی شدت میں موت آتی ہے اگر سمندر بھی پی لے تو پیاس نہیں بجھتی ۸: اس پر قبر تنگ ہو جاتی ہے۔ کہ پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔ ۹: قبر میں آگ جلادی جاتی ہے۔

۱۰: بھو کا مرتا ہے ۱۱: ایک سانپ اس پر ایسی شکل کا مسلط ہوتا ہے جس کی آنکھیں آگ کی ہوتی ہیں۔ اور ناخن لوہے کے اتنے لمبے کہ ایک دن پورا چل کر ان کے ختم تک پہنچا جائے۔ اس کی آواز بجلی کی کڑک کی طرح ہوتی ہیں۔ وہ یہ کہتا ہے کہ مجھے رب نے تیرے اوپر مسلط کیا ہے۔ کہ تجھے صبح کی نماز چھوڑنے کی وجہ سے آفتاب نکلنے تک مارے جاؤں اور ظہر کی نماز چھوڑنے کی وجہ سے عصر تک مارے جاؤں اور پھر عصر کی نماز چھوڑنے کی وجہ سے مغرب تک مارے جاؤں اور مغرب کی نماز چھوڑنے کی وجہ سے عشاء تک مارے جاؤں اور عشاء کی نماز چھوڑنے کی وجہ سے صبح تک مارے جاؤں، جب وہ ایک دفعہ اسکو مارتا ہے تو اس کی وجہ سے وہ مردہ ستر ہاتھ زمین میں گڑ جاتا ہے۔ اس طرح قیامت تک اس کو عذاب ہوتا رہے گا۔ ۱۲: حساب سختی سے لیا جائے گا۔ ۱۳: اللہ تعالیٰ کا اس پر غصہ ہو گا۔ ۱۴: جہنم میں داخل کیا جائے گا۔

(فضائلِ نماز۔ شیخ الحدیث مولانا ذکریا صاحب)

سجدۂ سہو: کسی واجب کے سہواً چھوٹ جانے یا مکرر ہو جانے سے یا کسی فرض میں تاخیر ہو جانے سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ سجدہ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ تشہد پڑھ کر دائیں طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے پھر تشہد و درود شریف پڑھ کر سلام پھیرے۔ عیدین اور ہر بڑی جماعت میں سجدہ سہو ساقط ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اژدہام کثیر ہونے کی وجہ سے نماز میں گڑبڑ ہونے کا اندیشہ ہے۔ (طریقہ نماز۔ مؤلف قاری محمد داؤد صاحب)

یاد رکھا جائے کہ سجدہ سہو واجبات کے چھوٹ جانے یا مکرر ہو جانے یا کسی فرض میں تاخیر ہونے کی وجہ سے واجب ہے۔ اکثر بھائی نماز کے فرائض و واجبات سے ناواقف ہیں۔

نماز کے فرائض: ۱: بدن کا پاک ہونا۔ ۲: کپڑوں کا پاک وصاف ہونا۔ ۳: ستر ڈھانکنا۔ (مردوں کو ناف سے گھٹنوں تک، عورت کو سوائے چہرے کے ہتھیلیوں کے تمام بدن ڈھانکنا۔ ۴: جگہ کا پاک وصاف ہونا ۵۔ نماز کا وقت ہونا۔ ۶: قبلہ کی طرف منہ کرنا۔ ۷: نیت، تکبیر تحریمہ، قیام، قرأت، رکوع، سجدہ، قعدۂ اخیر، اپنے ارادے سے نماز ختم کرنا۔ ان میں سے کوئی چیز چھوڑ دینے سے نماز نہیں ہوتی۔

نماز کے واجبات: ۱: سورۃ فاتحہ پڑھنا ۲: کوئی سورۃ ملانا۔ ۳: فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت کرنا۔ ۴: رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا۔ ۵: دونوں سجدوں کے درمیان ایک تسبیح کے قدر ٹھہرنا۔ ۶: ترتیب کا لحاظ رکھنا۔ ۷: لفظ سلام سے نماز ختم کرنا۔ ۸: ظہر و عصر میں قرأت آہستہ پڑھنا۔ ۹: مغرب، عشاء اور فجر میں قرأت بلند آواز سے پڑھنا۔

نماز با جماعت کی فضیلت: حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدمی کی وہ نماز جو جماعت سے پڑھی گئی ہو اس نماز سے جو گھر میں پڑھی گئی ہو یا بازار میں پڑھ لی ہو پچیس ۲۵ درجہ المضاعف ہوتی ہے اور بات یہ ہے کہ جب آدمی وضو کرتا ہے اور وضو کو درجہ کمال تک پہنچا دیتا ہے۔ پھر مسجد کی طرف صرف نماز کے ارادے سے چلتا ہے کوئی

اور ارادہ اس کے ساتھ شامل نہیں ہوتا، تو جو قدم بھی رکھتا ہے اس کی وجہ سے ایک نیکی بھی بڑھ جاتی ہے۔ اور ایک خطا معاف ہوتی ہے اور پھر جب نماز پڑھ کر اسی جگہ بیٹھا رہتا ہے تو جب تک وہ باوضو بیٹھا رہے گا، فرشتے اس کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ اور جب تک آدمی نماز کے انتظار میں رہتا ہے وہ نماز کا ثواب پاتا رہتا ہے۔

۲: حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ چاہے کہ کل قیامت کے دن اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ میں مسلمان بن کر حاضر ہو وہ ان نمازوں کو ایسی جگہ ادا کرنے کا اہتمام کرے جہاں آذان ہوتی ہو یعنی مسجد میں اس لیے کہ حق تعالیٰ جل شانہٗ نے تمہارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ایسی سنتیں جاری فرمائی ہیں کہ جو سراسر ہدایت ہیں۔ انہیں میں سے یہ جماعت کی نمازیں بھی ہیں۔

۳: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد میں نماز کے لیے جائے۔ اور وہاں پہنچ کر معلوم ہو کہ جماعت ہو چکی ہے تو بھی اسکو جماعت کی نماز کا ثواب ہوگا۔ اور اس ثواب کی وجہ سے ان لوگوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ جنہوں نے جماعت سے نماز پڑھی ہے۔

۴: حضرت سہیل رض فرماتے ہیں کہ حضور اقدس نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اندھیرے میں مسجدوں میں بکثرت جاتے ہیں۔ ان کو قیامت کے دن پورے پورے

نور کی خوشخبری سنا دو۔

خلاصہ : قارئین کرام اس میں شک وشبہ کی ذرہ برابر بھی گنجائش نہیں کہ نماز مومن کی معراج ہے۔ نماز اللہ (عزوجل) کا قرب حاصل کرنیکا ذریعہ ہے۔ پیارے آقا (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اگر کوئی مسلمان (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائے بغیر "فنا فی الرسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور فنا فی اللہ (عزوجل) کے خواب دیکھنے کا عادی ہو تو ایسے خواب کی تعبیر اللہ عزوجل کے غضب اور قہر کی صورت میں ہی مل سکتی ہے اللہ (عزوجل) اور رسولِ مقبول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی خوشنودی حاصل کر کے ہی انسان بامراد ہوتا ہے۔ ارشاد ربِ تعالیٰ ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝ سورۃ اعلیٰ

بے شک بامراد ہوا وہ جو پاک ہوا اپنے رب کا ذکر کیا اور نماز پڑھتا رہا۔

:.

اخوت (پیر بھائی)

لیفٹیننٹ (ریٹائرڈ) گل حسین اختر - گوجر خان

عنوان پر سرسری نظر ڈالیں تو آج کے ایٹمی دور میں یہ دو حروف "پیر بھائی" دور قدیم کی کہاوت معلوم ہوتے ہیں۔ "پیر بھائی کے حروف ایک ایسے گروہ کا عکس ذہن پر چھوڑتے ہیں۔ جو جھاڑ پھونک اور نذر و نیاز سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ اگر ہم تاریخ اقوام عالم پر نگاہ ڈالیں تو یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے۔ کہ ہر دور میں بنی نوع انسان باطل قوتوں کے سحر میں جکڑا رہا ہے۔ سرکار مدینہ سرور قلب و سینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور پر نور سے قبل دنیا کے افق پر جبر و تشدد کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ فضائے عالم مظلوموں کے خون کے چھینٹوں سے رنگین تھی۔ انسان کی خوشیاں مرجھا چکی تھیں اور اسکا چہرہ ہدایت زخمی ہو چکا تھا۔ وہ پیمان و مواثیق جو اولادِ آدمؑ نے خدا کے پیغمبروں اور مقدس نبیوں سے باندھے تھے، توڑ دیے گئے۔ خدا کا جمال ابدی مستور و محجوب ہو چکا تھا۔ نبی اکرم مدینے کے تاجدار تشریف لائے تو اپنے ساتھ خون کے رشتوں سے بڑھ کر ایک اور رشتہ لائے وہ رشتہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا رشتہ تھا۔ دین کا رشتہ تھا جس نے دشمنوں کو بھائی بھائی بنا دیا۔ جس نے مدت کے بچھڑے ہوؤں کو ملا دیا۔ دین کے رشتے نے اسلامی برادری کی یگانگی ان کے دلوں میں پیدا کر دی۔ جس نے اس طرح ان کی ہر قسم کی عداوتوں کا خاتمہ کر دیا۔ اور باہمی دشمنوں کو ان کے دلوں سے ایسا بھلا دیا کہ وہ حقیقت میں بھائی بھائی بن گئے۔ ارشادِ خداوندی ہے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَۃَ

اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ

بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا ۚ (آلِ عمران ۱۰۳)

ترجمہ: (اور خدا کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو۔ اور تم اپنے اوپر اللہ تبارک و تعالیٰ کے احسان کو یاد کرو۔ کہ تم دشمن تھے تو اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا۔ پھر تم بھائی بھائی بن گئے۔)

تو اب مسلمانوں کو یہ چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فضل کی قدر کریں۔ اور سب مل کر خدا کے دین کی رسّی جو ان کی یگانگی کا اصلی رشتہ ہے مضبوطی سے پکڑیں اور باہم اختلاف پیدا کر کے ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جائیں۔ کیونکہ اس رسّی کی مضبوطی اسی وقت تک ہے جب تک سب مل کر اسکو پکڑے رہیں یہی باہمی اتفاق و اتحاد امت مسلمہ کی عمارت کا ستون ہے۔ کیسا ہی بڑے سے بڑا کافر اور سخت سے سخت دشمن ہو۔ جس وقت اس نے کلمہ شہادت پڑھا اور شریعتِ اسلامی کو قبول کیا وہ ہمارا مذہبی بھائی ہو گیا۔ خدا جل شانہٗ نے فرمایا:

"اگر یہ کافر (کفر سے) توبہ کرلیں اور نماز کھڑی کریں اور زکوٰۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔" (التوبہ ۱۱)

"اگر تم ان کے باپوں کے نام نہ جانو تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔" (الاحزاب ۵)

"محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) اللہ (عزّوجل) کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں میں پر سخت اور آپس میں نرم دل ہیں۔ (الفتح ۔ ۲۹)

عنقریب اللہ تبارک و تعالیٰ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ اُن کا پیارا، مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت " (المائدہ ۵۲)

مسلمانوں کی یہ صفت ہونی چاہیئے کہ وہ دوسرے مسلمان سے جھک کر ملے اور نرمی کا برتاؤ کرے۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) کا ارشاد ہے۔

فرماتے ہیں۔ کہ "مسلمانوں کو ایک دوسرے پر رحم کرنے، محبت کرنے اور شفقت کرنے میں جسم انسانی کی طرح دیکھو گے کہ ایک عضو میں بھی تکلیف ہو تو بدن کے سارے اعضاء بخار اور بے خوابی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

(صحیح بخاری جلد ۲ کتاب الادب)

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا کہ "مسلمان باہم ایک دوسرے سے مل کر اس طرح مضبوط ہوتے ہیں۔ جیسے دیوار کہ اُس کے ایک حصّے سے اُس کا دوسرا حصّہ مضبوط ہوتا ہے" (صحیح بخاری) ایک اور جگہ یہ ارشاد ہوا، کہ وہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ وہ اس پر ظلم کرے، نہ اُس کو بے یار و مددگار چھوڑے، اور نہ اُس کی تحقیر کرے۔ انسان کے لئے یہ برائی کیا کم ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔ مسلمان کا ہر حصّہ دوسرے مسلمان پر حرام ہے اُس کا خون، اُس کا مال اور اُس کی آبرو" (صحیح مسلم) آپ (صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) نے فرمایا "مسلمان کو گالی دینا خدا کی نافرمانی ہے۔ اور اس سے لڑنا خدا کا انکار (کفر) ہے" (صحیح بخاری) حجتہ الوداع کے خطبہ میں فرمایا "دیکھو میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو"، ایک اور موقع پر فرمایا کہ "جو ہم (مسلمانوں) پر ہتھیار اٹھاتے ہیں وہ ہم میں سے نہیں"

(صحیح بخاری۔ کتاب الدیات) کسی مسلمان کی آبرو کے پیچھے پڑنا بھی بڑا گناہ ہے۔ فرمایا! سب سے بڑا سود کسی کی آبرو کی طرف بے سبب ہاتھ بڑھانا ہے۔" (سنن ابی داؤد کتاب الادب)

ایک اور روایت کہ آپ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے فرمایا! آپس میں کینہ نہ رکھو، حسد نہ کرو اور ایک دوسرے کو بیٹھ پیچھے برا نہ کہو۔ اے خدا (عزوجل) کے بندو بھائی بھائی ہو جاؤ اور کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ بولنا چھوڑ دے۔ ایک دفعہ ارشاد ہوا کہ "مومن کو لعنت نہ کرنا یا اس پر کفر کی تہمت رکھنا اس کے قتل کے برابر ہے۔"

محاسبہ: بھائیو! یہ تمام حقوق جن کی جزئیات کا احاطہ نہیں ہو سکتا، اس برادرانہ الفت و محبت کی فروع ہیں۔ جس کے بغیر کسی مومن کا ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ مگر آج ملت اسلامیہ کا شیرازہ بکھر چکا ہے اسلامی ممالک طاغوتی طاقتوں کے اشاروں پر ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ بیٹا باپ کی گردن مار رہا ہے۔ بھائی بھائی کے حقوق پر ڈاکہ ڈالتا ہے مسلمان اپنی مسلمان بہنوں کی آبرو ریزی کرتا نظر آتا ہے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے! کہ اگر کافر بھی توبہ کر لیں۔ نماز کھڑی کریں۔ اور زکوٰۃ دیں تو تمہارے مذہبی بھائی ہیں مگر آج تو مسلمان دوسرے مسلمان کی امامت میں نماز پڑھنے سے گریزاں ہے۔ ربِ کائنات تو فرماتا ہے کہ مسلمان آپس میں نرم ہیں۔ مگر ہم تو مسلمان بھائی کو سلام کرنے سے بھی کتراتے ہیں۔ مالک ارض و سماء تو فرماتا ہے کہ "مسلمان جھکنے والے اور نرمی کرنے والے"

مگر ہماری گردنیں غرور و تکبّر سے اکڑی ہوئی ہیں ۔ آج مسلمان دوسرے مسلمان کا گوشت و خون کر رہا ہے ۔ مدنی تاجدار (صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) تو ارشاد فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کو اِسطرح دیکھو گے ، کہ بدن کے ایک حصّہ کو تکلیف ہو تو سارا جسم بخار کی مانند ہو جاتا ہے ۔ مگر آج کا مسلمان تو اپنے بھائی کے خسارے اور تکلیف پر شادمان ہے ۔ بھائیو محاسبہ کیجئے ، ذرا سوچیئے ایسا کیوں ہے ؟

- کیا یہ سب کچھ سُنت کے خلاف نہیں ؟
- مُلاّں کی واعظیں اور تقریریں کیوں ہمیں بھائی بھائی نہ کر سکیں ؟
- کیا ہم نے اللہ کی رسّی کو تھامنے کی بجائے چھوڑ تو نہیں دیا ؟
- کیا پیارے آقا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی سُنت کے ہم تارک تو نہیں ہوتے ؟

ان تمام سوالات کے جوابات یقیناً مثبت ہیں ۔ اس پُرفتن دور میں کوئی ایسی ہستی چاہیئے جو ہمارے ٹوٹے دلوں کو باہم ملا دے ۔ اخوت اور یگانگی پیدا کر دے ۔ ہمارے ہتھیار ہاتھوں سے چھڑوا کر محبت کی مالا ہاتھوں میں تھما دے ۔ ہم سب کو حکمِ خداوندی اور ارشادِ نبی کے عین مطابق بھائی بھائی بنا دے ۔

عرب کے والی (صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کا ارشاد ہے جو فسادِ اُمت کے دنوں میں میری ایک سُنت کو زندہ کرے گا ، اُسے سو شہیدوں کا ثواب ہو گا ۔

ٹوٹے دِلوں کو باہم مِلا دینے کی سُنت تو نہ کوئی عالم زندہ کر سکا اور نہ

کوئی حاکم، اسی سنت کو زندہ کرنے والے صوفیائے اکرام ہی تو ہیں۔ جن کی تبلیغ، روحانی کیفیات اور تحاریک نے مسلمانوں کو مسلمان کا بھائی بنا دیا۔ صوفیائے کرام کی محفلوں میں دو زانو رہنے والے مسلمان بھائیوں کو جھک کر ملتے ہیں اور نرم دل ہیں۔ نہ گردنیں مارتے ہیں اور نہ گالی دیتے ہیں، نہ آپس میں کینہ رکھتے ہیں۔ اور نہ پیٹھ پیچھے برا کہتے ہیں۔ نہ کسی کی آبرو کے پیچھے پڑتے ہیں اور نہ کسی کی تحقیر کرتے ہیں۔ تین دن تو کیا' یہ تو برہم ہوتے ہی نہیں۔

یہ راسخ العقیدہ غلام ہی تو ہیں جو آپس میں "پیر بھائی" ہیں۔ ان میں تو خون کے رشتے ہیں اور نہ ہی علاقائی رشتے ہیں۔ یہ تو محض مرشدِ کامل کی نسبت سے یک جان و دو قالب ہیں۔ یہی تو ہیں جو دوسرے کیلئے جیتے ہیں۔

سلسلہ نقیبیہ

یوں تو ہر سلسلہ میں پیر بھائی اپنا اپنا انداز رکھتے ہیں مگر سلسلہ نقیبیہ سے منسلک حضرات کے انداز منفرد ہیں، ملنے کے انداز۔ بیٹھنے کے انداز۔ کھانے کے انداز۔ آدابِ گفتگو اور سب سے بڑھ کر جذبۂ قربانی دیکھیں تو اصحابہ اکرام علیہ رضوان کے دور کی یاد میں تازہ ہوتی ہے۔

یہ ایسا سلسلہ ہے جس میں کوئی نقیبی بھائی گمنام زندگی نہیں گزار سکتا۔ ہر علاقے میں تنظیمی طور پر بے حد مضبوط۔ ان دیوانوں نے لاکھوں مسلمانوں کے دل موہ لینے کے بعد انہیں آپس میں بھائی بھائی بنا دیا۔ مجھے اپنے ایک نقیبی بھائی جو کہ پاک آرمی میں میجر کے عہدے پر فائز تھے۔ گفتگو کا موقع ملا تو آپ نے فرمایا، کہ "سلسلہ نقیبیہ میں داخل ہونے کی وجہ یوں ہے کہ ایک رات ایک کپتان صاحب میرے پاس آئے اور میری یونٹ میں ایک نائیک جس کے خلاف کوئی انکوائری

ہو رہی تھی ۔ اُس کی مدد کی سفارش کرنے لگے ۔

انہوں نے یہ بھی بتایا کہ وہ نائیک میرے عزیز ہیں ۔ رات کافی دیر تک اسی تگ و دو میں رہے ۔ کپتان صاحب رات ہی کو ایک جگہ لے گئے ۔ وہاں چند آدمیوں کو محفل جمائے دیکھا جس میں ہر شخص کے انداز نرالے تھے ۔ دھیمی دھیمی گفتگو ۔ سر جھکے ہوئے ، ہر ایک دوسرے کو بھائی صاحب کہہ کر مخاطب ، میں سمجھ گیا کہ کپتان صاحب جس نائیک کے لئے بھاگ دوڑ کر رہے ہیں وہ عزیز یا رشتہ دار نہیں بلکہ اُس سے بڑھ کر کسی مضبوط رشتے میں بندھے ہیں ۔ جو دوسروں کے لئے جلتے ہیں اور تڑپتے ہیں ۔ یہ اخوّت یگانگی بھائی چارہ جس نے مسلمانوں کو حقیقتاً مسلمان کا بھائی بنادیا ۔ مجھے سلسلہ نقیبیہ میں لے آیا ۔ میرے مرشد کامل نے اس سنت کو زندہ کیا ہے جس کا ثواب سو شہیدوں کا نہیں بلکہ اعداد و شمار کیلئے جائیں تو لاکھوں شہیدوں کا ثواب ہے ۔" یوں تو اس سلسلہ میں ہر بھائی کی زندگی ایک داستان ہے مگر وہ لوگ جوڑا کے ڈالتے تھے انسان کو انسان تصوّر نہ کرتے تھے ۔ ذرا سی بات پر ہتھیار نکال لیتے تھے ۔ آج گردنیں جھکی ہوئی ۔ عاجزی و انکساری قابل دید ، دراز زلفیں ۔ گھنی داڑھیاں ۔ صحابہ کرام علیہ رضوان کے عشق ۔ محبت اور اخوّت کا نقشہ دماغ میں چھوڑتے ہیں ۔ بھائی بھوکا ہو تو اپنے بچوں کے سامنے سے اُٹھا کر خدمت میں پیش کرتے ہیں ۔ غریب بھائیوں کی دختر نیک اختر کی شادیاں ہوں تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو نہ سہی مگر اُن کے غلاموں کے مثل بن جاتے ہیں ۔ یہ نقیبی دیوانے ہیں ۔ اُن کی داستانوں اور عشق کا نہ ختم ہونے والا لامتناہی سلسلہ ہے ۔ اللہ (عزّوجل) نے اِن کے دلوں کو جوڑ دیا ہے اور یہ بھائی بھائی ہیں (العمران)

بندہ و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

یہاں تو ہر کوئی "حق نقیب یا نقیب" کی دُھن میں مگن ہے ہر جمعرات بعد از نمازِ عشاء بلند ہونے والی صدا گواہ ہے کہ ہم ایک ہیں تو صرف رضائے الٰہی کی خاطر!

"حسبی ربی جل اللہ ۔ ما فی قلبی غیر اللہ
نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔ لا الٰہ الا اللہ"

سلسلہ نقیبیہ کا ہر رکن دوسرے کے ساتھ ایسی محبت کرتا ہے۔ جیسے وہ خود اپنے ساتھ کرتا ہے۔ اس کا نفع اپنا نفع اور اس کا نقصان اپنا نقصان سمجھتا ہے ابوداود میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "مسلمان مسلمان کا آئینہ ہے اور مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ اُس کے نقصان کو دور کرتا ہے اور اس کے پیچھے اس کی حفاظت کرتا ہے" سلسلہ نقیبیہ کی عمارت انہی مستحکم بنیادوں پر قائم فرمائی گئی۔ اگر ہم ان ہدایات پر عمل کرتے رہے تو سلسلہ عالیہ کی دیواریں اور بھی مضبوط ہوں گی۔

انشاء اللہ

ذکر

اطمینانِ قلب

تحریر: میجر سید ناصر حسین شاہ گجرات

حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ اللہ کا ذکر ایمان کی علامت ہے اور نفاق سے برأت ہے اور شیطان سے حفاظت ہے اور جہنم کی آگ سے بچاؤ ہے اور انہیں منافع کی وجہ سے اللہ کا ذکر بہت سی عبادتوں سے افضل قرار دیا گیا ہے۔ بالخصوص شیطان کے تسلط سے بچنے میں اس کو خاص دخل ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ شیطان گھٹنے جمائے ہوئے آدمی کے دل پر مسلط رہتا ہے جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو یہ عاجز و ذلیل ہو کر پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ آدمی غافل ہوتا ہے تو یہ وسوسے ڈالنا شروع کر دیتا ہے۔ اس لئے صوفیہ کرام ذکر کی کثرت کراتے ہیں۔ تاکہ قلب اتنا قوی ہو جائے کہ اس کا مقابلہ کر سکے۔ یہی راز ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیضِ محبت سے یہ قوتِ قلبیہ اعلیٰ درجہ پر حاصل تھی تو ان کو ضربیں

لگانے کی ضرورت پیش نہ آئی تھی۔ سعیدؓ خدری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ " اللہ کا ذکر ایسی کثرت سے کیا کرو کہ لوگ مجنون کہنے لگیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ منافقوں یا بے بے وقوفوں کے مجنون کہنے سے ایسی بڑی دولت چھوڑنا نہ چاہیئے۔ بلکہ اس کثرت اور اہتمام سے کرنا چاہیئے کہ لوگ تم کو پاگل سمجھ کر تمہارا پیچھا چھوڑ دیں اور مجنوں جب ہی کہا جائے گا جب نہایت کثرت سے اور زور سے ذکر کیا جائے آہستہ میں یہ بات نہیں ہوسکتی بعض لوگ پکار کر ذکر کرنے کو بدعت اور ناجائز بتاتے ہیں یہ خیال حدیث پر نظر کی کمی کی وجہ سے ہو گیا ہے۔ حدیث میں ذکر جہر ثابت ہوتا ہے البتہ یہ ضروری امر ہے کہ شرائط کے ساتھ اپنی حدود کے اندر رہے کسی کی اذیت کا سبب نہ ہو۔

(فضائل ذکر) (ضیاء القرآن)

ذکر تین طرح کا ہوتا ہے

۱۔ ذکر باللسان (۲) ذکر بالقلب (۳) ذکر بالجوارح۔

۱۔ ذکر باللسان سے مراد اللہ عزّوجل کی تسبیح، تقدیس، ثناء وغیرہ بیان کرنا ہے۔ خطبہ، توبہ، استغفار، دعا وغیرہ بھی اس میں داخل ہیں۔

۲۔ ذکر بالقلب اللہ عزّوجل کی نعمتوں کا یاد کرنا اُس کی عظمت وکبریائی اور اُس کے دلائل قدرت میں غور کرنا، علماء کا استنباطِ مسائل میں غور کرنا بھی اس میں داخل ہے۔ (خزائن العرفان)

۲۔ ذکر بالجوارح ، اس ذکر کا مطلب یہ بھی ہے کہ اللہ عزوجل کی عظمت جلال میں غور کرے۔ اُس کی جبروت و ملکوت (یعنی عظمت سلطنت) میں محوِ فکر ہو اور زمین و آسمان میں اللہ نے اپنی ذات و صفات پر جو نشانیاں قائم کی ہیں اُن نشانیوں کو تلاش کرے اور اُس نشان پر پہنچ کر صاحب نشان (اللہ عزوجل) کو یاد کرے۔ مثلاً درندوں کی چیرہ دستی (یعنی قوت و ہیبت) کو دیکھ کر اللہ جلّ جلالہٗ کے قہر و غضب کو یاد کرے۔ اولاد پہ ماں کی شفقت کو دیکھ کر اللہ عزّوجل کی رحمت کو یاد کرے۔ بلند و بالا پہاڑوں کو دیکھ کر اللہ عزّوجل کی عظمت و ہیبت کو یاد کرے۔ وسیع و محیط آسمانوں کو دیکھ کر اللہ عزّوجل کی عظمت کو یاد کرے۔ (فیضان سُنت ص ۹۸)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی میراث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ اہلِ بازار سے فرمایا!

تم یہاں بیٹھے ہو ادھر مسجد میں حضور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی میراث بانٹی جا رہی ہے لوگ مسجد میں گئے لیکن انہوں نے کچھ تقسیم ہوتے ہوئے نہ دیکھا اس پر ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا ہم مسجد میں گئے لیکن وہاں کچھ تقسیم نہ ہو رہا تھا۔ آپ (رضی اللہ عنہ) نے پوچھا وہاں لوگ کیا کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا قرآن مجید پڑھنے میں کچھ مشغول تھے اور کچھ ذکرِ الٰہی کر رہے تھے۔ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا یہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی میراث ہے (مکاشفۃ القلوب)

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور پرندہ

حضرت جنید بغدادی (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پاس کسی شخص نے ایک پرندہ تحفہ کے طور پر بھیجا۔ آپ نے قبول فرما کر اُسے پنجرے میں بند کر دیا اور کچھ مدت اپنے پاس رکھا کر ایک دن آزاد کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا حضرت! آپ نے اسے آزاد کیوں کر دیا؟

تو فرمایا! مجھے اس پرندے نے بڑی منت سے کہا تھا کہ

" اے جنید (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) افسوس تو تو اپنے دوستوں کے ساتھ ملاقات کا لطف اٹھائے اور مجھے میرے دوستوں کی ملاقات سے یوں دُور رکھے اور پنجرے میں بند رکھے "

مجھے اُس پر رحم آگیا اور چھوڑ دیا۔ اُڑتے وقت وہ کہنے لگا کہ پرندہ یا جانور جب تک ذکر اللہ میں مصروف رہتا ہے آزاد رہتا ہے اور جہاں اُس پر غفلت طاری ہوئی قید میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اے جنید (رحمتہ اللہ علیہ) میں یادِ الٰہی سے ایک ہی دِن غافل ہوا تھا جس کی سزا میں مجھے پنجرے کی قید بھگتنا پڑی ہائے اُن لوگوں کا کیا حال ہو گا۔ جو اکثر اوقات ذِکر اللہ (عزوجل) سے غافل رہتے ہیں۔

اے جنید (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) میں آپ کے سامنے پکا وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی ذِکر اللہ (عزوجل) سے غافل نہ رہوں گا یہ کہہ کر پرندہ اُڑ گیا۔ جب حضرت جنید بغدادی (رحمتہ اللہ علیہ) کا اِنتقال ہوا تو وہ پرندہ بھی زمین پہ

گر پڑا، اور تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا۔ (نزہۃ المجالس)

آیاتِ ذکر

۱۔ فَاذْكُرُونِيْ أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ع

(سورۃ بقرہ رکوع ۱۸)

پس تم میری یاد کرو۔ (یعنی میرا ذکر کرو) میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کرتے رہو اور ناشکری نہ کرو۔

۲۔ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ٥ (سورۃ النساء ع ۱۵)

جب تم نماز پوری کر چکو تو اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو جاؤ۔ کھڑے سے بھی، بیٹھے بھی، اور لیٹے بھی (کسی حال میں بھی اس کی یاد اور اس کے ذکر سے غافل نہ ہو)۔

۵۔ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ٥ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَ جِلَتْ قُلُوْبُهُمْ ٥ ع (سورۃ حج۔ رکوع ۵)

اور آپ (جنت کی خوشخبری سنا دیجئے۔ ایسے خشوع کرنے والوں کو جن کا یہ حال ہے کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کا دل ڈر جاتے ہیں؛

سلسلہ عالیہ کے اذکار و اشغال

ذکر نفی و اثبات: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کو ذکر نفی و اثبات کہتے ہیں۔ جس کے چند طریقے ہیں۔

(۱) قادریہ جلی (۲) ضرب خفی (۳) پاس انفاس خفی (۴) حبسِ دم خفی (۵) ست ضربی (۶) ذکر دھمال۔

ذکر جلی ضربی: مرید خدمت شیخ میں دو۲ زانو بیٹھے۔ اگر مرید شیخ کی خدمت میں حاضر نہیں ہے۔ تو پھر شیخ کو سامنے تصور کرے اور بلند آواز سے کہے حَسْبِیْ رَبِّیْ جَلَّ اللّٰہ، مَافِیْ قَلْبِیْ غَیْرُ اللّٰہ، نُوْرُ مُحَمَّد صَلَّی اللّٰہ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ اگر مجلس میں مرید زیادہ ہوں تو مرید حلقہ بنا کر بیٹھیں۔ اور سب کے سب موزوں اور بلند آواز سے مل کر یہ ذکر کریں۔

ذکر ضرب خفی: ذاکر دو زانو قبلہ رخ ہو کر حضوری شیخ میں بیٹھے۔ اگر مجلس شیخ میں حاضر نہیں ہے تو پھر شیخ کا تصور کرے۔ کمر سیدھی رکھے لا اور دونوں ہاتھ دونوں زانو پر رکھ کر اور سر کو بائیں طرف جھکا کر بائیں گھٹنے کے قریب لے جائے۔ اور وہاں سے لا شروع کرے۔ پھر سر کو داہنے گھٹنے پر لے آئے اور وہاں اِلٰہ شروع کرے اور داہنے شانے پر ختم کر کے سر کو تھوڑا سا پشت

کی جانب ختم کر دے ۔ اور تصور کرے کہ ماسویٰ اللہ کی نفی کی اور وہاں
سے لفظ اِلَّا اللہ کہہ کر قلب پر زور سے ضرب لگائے اور تصور کرے
کہ ہستی حق کا اثبات کیا اور آتشِ الٰہی دل میں بھڑکی ۔ یہ ذکر خفی ہونا
افضل ہے ۔ خیال سے دل ہی دل میں ذکر کرے ۔ زبان سے تلفظ نہ کرے
اس ذکر کو ذکر چار ضربی بھی کہتے ہیں ۔ اس لئے کہ بائیں گھٹنے پر پہلی ضرب
ہوتی ہے ۔ اس طرزِ عمل میں رمز یہ ہے کہ بائیں گھٹنے پر خطرہ شیطانی
داہنے گھٹنے پر خطرہ نفسانی اور دائیں شانہ میں خطرہ ملکوتی اور قلب
میں خطرہ رحمانی کے مقامات ہیں ۔ ذاکر نے پہلی تین ضربوں سے گویا ان تین
خطروں کی نفی کی اور چوتھی ضرب سے خطرہ رحمانی کو دل میں قائم اور ثابت کیا
شب کے وقت ذکر کرے ۔ اس حالت میں کہ معدہ نہ تو پُر ہو نہ خالی ۔

ذکر پاس انفاس خفی

جب سانس اندر جائے تب
ذاکر تمام کائنات اور اپنے کو نفی کرے) اس وقت لَآ اِلٰہَ دل سے کہے
(سانس اندر کھینچے) اور جب سانس باہر جائے (تب اللہ تعالیٰ کی ذات
حقیقی کو قائم اور باقی تصور کر کے قلب میں اُس کا اثبات کرے) اُس وقت
اِلَّا اللہُ خیال کے زور سے قلب پر ضرب کرے (اور سانس باہر جائے)
سر یا کسی عضو کو نہ ہلائے یہ ذکر بھی خفی ہونا افضل ہے ۔ تلفظ نہ ہونا چاہیئے
ذاکر ہمیشہ اس ذکر میں مشغول رہے چلتے ، بیٹھتے ، سوتے ، کام کرتے ،
غرض کہ ہر وقت پاس انفاس کا ذکر جاری رکھے ۔ ایک دم بھی اس سے خالی

نہ رہے۔

ذکر حبس دم خفی، طریقہ اول

ذاکر دو زانو یا چار زانو بطریق مذکورہ، در بتہ جس نشست سے اسکو آرام ہو بیٹھے۔ بعدہٗ سانس کو بند کرے اور پھر کلمہ لَآ اِلٰہَ کو ناف سے کھینچ کر اُمّ الدماغ تک پہنچائے اور کلمہ اِلَّا اللّٰہُ کو دماغ سے قلب پر دل کی زبان سے ضرب کرے اور اُس وقت ذات وحدۃ الوجود کو قلب میں قائم اور ثابت کرے یہ ذکر بھی خفی کرے۔ کسی عضو کو نہ ہلائے۔ اس طرح ایک دم میں تین ذکر کرے اور دم کو چھوڑے۔ بعد اس کے اس طرح دم بند کر کے تین (۳) ذکر کرے اس طور پر جب تک کہ قلب میں اطمینان اور ذوق رہے۔ ایک نشست میں ذکر کرتا رہے اس طریقے سے ہر رات جتنی دیر تک توفیق ہو۔ ذکر کرتا رہے۔ دوسرے ہفتے ایک دم میں پانچ ذکر کرے۔ تیسرے ہفتے ایک دم میں سات ذکر کرے اور اس ترتیب سے ہر ہفتے ایک دم میں دو۲ دو۲ ذکر بڑھاتا رہے۔ جہاں تک ممکن ہو یہ ذکر خصوصاً دن میں نمازِ ظہر کے بعد یا شب کو کرے

ذکرِ حبس دم خفی، طریقہ، ثانی

ذاکر سانس کو بند کرے۔ اس ترتیب سے کہ دونوں ہاتھوں کے دونوں انگوٹھوں سے دونوں کان اور پہلی انگلیوں سے دونوں لب بند کرے درمیانی دونوں انگلیوں سے ناک اور شہادت کی انگلیوں سے آنکھیں بند کرے اور سانس کو روک کر ایک ایک سانس میں ترتیب متذکرہ بالا ذکر کرے۔

گوش بند و چشم بند و لب بہ بند
گر نہ بینی نورِ حق بر من بخند

(سیرت فخر العارفین)

پانی پینے کی سنتیں اور آداب

محبوب گوہر۔ حویلیاں

پانی اللہ عزّوجل کی بہت بڑی اور نہایت ہی اہم نعمت ہے اس کے بغیر ہمارا زندہ رہنا ممکن نہیں۔ عموماً زمین کی ہر مخلوق پانی پیتی ہے۔ جانور بھی پانی پیتا ہے۔ ہر ایک کے پینے میں ایک امتیاز ہونا چاہیئے۔ خصوصاً مسلمان کا پانی پینا سب سے ممتاز ہونا چاہیئے۔ مسلمان کی ہر ادا پیارے مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی سنّت کے مطابق ہونی چاہیئے۔ لہٰذا ہم سنّت کے مطابق پانی پئیں گے تو ہمارا پانی پینا بھی ثواب کا باعث ہوجائے گا۔ پانی پینے کی سنّتیں اور آداب درج ہیں۔ خود بھی عمل کریں اور دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی تلقین کریں۔

۱۔ پانی بیٹھ کر، اُجالے میں دیکھ کر، سیدھے ہاتھ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر تین سانس میں اس طرح پیئں کہ ہر مرتبہ گلاس کو منہ سے ہٹا کر سانس لیں۔ پہلی اور دوسری بار ایک ایک گھونٹ پیئں اور تیسری سانس میں جتنا چاہیں پیئں۔

۲۔ جب پی چکیں تو الحمدُ لِلّٰہ کہیں۔

۳۔ چوس کر پئیں، غٹ غٹ بڑے گھونٹ نہ پئیں۔

۴۔ پینے کے بعد گلاس میں بچا ہوا پانی ہرگز نہ پھینکیں کہ اسراف ہے، اور اسراف حرام ہے۔ کسی اور کو پلا دیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے۔

"مومن کے جوٹھے میں شفا ہے"

۵۔ آبِ زم زم یا وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا سُنت ہے۔

۶۔ پانی پینے کے دوران یہ احتیاط کریں کہ نیچے نہ ٹپکے۔

۷۔ جو دوسروں کو پانی پلائے وہ خود آخر میں پیئے۔ حدیث پاک میں ہے۔ دوسروں کو پانی پلانے والے کو ہر قطرے کے عوض ہزار نیکیاں ملتی ہیں۔

۸۔ پانی ہو یا کوئی بھی مشروب مثلاً چائے، شربت وغیرہ سب میں یہی سُنتیں ملحوظ رکھیں۔ یعنی ہر مشروب بیٹھ کر تین سانس میں پئیں یا آہستہ آہستہ گھونٹ پئیں۔

۹۔ کانچ۔ مٹی، تانبے اور لکڑی کے برتنوں میں سرکارِ مدینہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے پانی نوش فرمایا ہے۔

۱۰۔ سرکارِ مدینہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو ٹھنڈا اور میٹھا پانی بہت پسند تھا۔

۱۱۔ مشک کے دہانے یا ٹینکی وغیرہ کے نل (ٹونٹی) سے مُنہ لگا کر پانی پینا سخت منع ہے۔ کیونکہ کیڑا یا کوڑا وغیرہ مُنہ میں چلے جانے کا اندیشہ ہے۔

۱۲۔ سبیل کا پانی بھی بیٹھ کر پئیں۔ (فیضان سُنت از مولانا محمد الیاس قادری دامت برکاتہم)

ہاتھوں سے پانی پینا سُنت ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اوندھے مُنہ لیٹ کر پانی پینے سے منع فرمایا، برتن میں ایسے منہ نہ ڈالو جیسے کتا منہ ڈالتا ہے اور نہ ایک ہاتھ کے چلو سے پیو۔ جیسے وہ لوگ پیتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا ہے۔ اور نہ اُس برتن کا پانی پیو۔ جو رات کو کھلا رکھا ہے۔ ہاں اگر بند ہو تو کوئی مضائقہ نہیں جو شخص اپنے ہاتھوں سے باوجود برتن موجود ہونے کے عاجزی و انکساری کی وجہ سے پانی پیئے گا اللہ تعالیٰ اُسے ہر انگلی کے بدلے ایک نیکی عطا فرمائے گا کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا برتن ہے اور انہوں نے پیالہ پھینک کر فرمایا تھا۔

"افسوس یہ بھی دنیا کا سامان ہے" (ابنِ ماجہ)

حضرت ابنِ عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم لوگوں کا ایک حوض پر سے گزر ہوا۔ ہم نے منہ ڈال پانی پینا چاہا۔ تو مدنی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"منہ لگا کر پانی نہ پیو۔ کیونکہ پانی پینے کیلئے ہاتھ سے بہتر کوئی اور برتن نہیں"

(ابنِ ماجہ)

جو مسلمان بھائی تاجدارِ مدینہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ایک سُنت پر عمل کرے اُسے سو (۱۰۰) شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔ اور پانی پینے کے مسنون طریقے میں چھ سُنتیں ہیں۔ لہٰذا سُنت کے طریقے سے پانی پئیں گے

تو چھ سو (۶۰۰) شہیدوں کا ثواب عطا ہوگا۔ اکثر لوگ کھڑے ہو کر پانی پیتے ہیں جیسے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناپسند فرمایا ہے۔ آج سے عہد کر لیں کہ پانی پئیں گے تو سُنّت کے مطابق۔

اے ہمارے پیارے اللہ (عزوجل) ہمیں پانی اور تمام مشروبات سُنّت کے مطابق پینے کی توفیق عطا فرما۔

آمین

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

کھڑے ہو کر ہرگز کوئی شخص پانی نہ پیئے اور اگر بھول کر ایسا کر گزرے تو فوراً قے کر دے۔ (صحیح مسلم)

(مکاشفۃ القلوب)

ہر عاقل کیلئے شہوت کا خاتمہ کرنے کے لئے بھوکا رہنا ضروری ہے بھوک اللہ کے باغی نفس کے لیئے قہر ہے شیطان کا غلبہ زیادہ کھانے سے ہوتا ہے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے!

شیطان تمہارے جسم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔ اس کے ان راستوں کو بھوک سے بند کر دو۔ قیامت کے دن بلاشبہ وہ شخص اللہ کے زیادہ قریب ہوگا جس نے بھوک اور پیاس کی شدت برداشت کی ہوگی۔ انسان کے لئے سب سے زیادہ بربادی کی چیز پیٹ کی خواہشات ہیں۔ پیٹ ہونے کی بدولت حضرت آدم علیہ السلام اور حوا زمین پر اتارے گئے۔ اس کی بدولت شجرہ ممنوعہ کے پاس جانے سے نہ ٹل سکے۔ یہی مرکز شہوات ہے۔

حکایت

حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام نے شیطان کو بہت سے پھندے اٹھائے ہوئے دیکھا، پوچھا کیا ہے؟

شیطان بولا یہ شہوات ہیں۔ ان میں سے ابن آدم کو قید کرتا ہوں۔ آپ نے

دریافت کیا کیا میرے لئے بھی کوئی ہے ؟

شیطان نے کہا ایک رات آپ نے پیٹ بھر کر کھالیا جس سے نماز میں سستی پیدا ہو گئی۔ آپ نے فرمایا !

میں آیندہ کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھاؤں گا۔ شیطان نے جواباً کہا آئندہ کسی کو نصیحت نہیں کروں گا۔"

یہ اس ہستی کا حال ہے جس نے زندگی میں صرف ایک رات پیٹ بھر کر کھالیا اس شخص کے بارے میں کیا کہا جائے گا جو عمر بھر بھی بھوکا نہیں رہتا اور پیٹ بھر کر کھاتا ہے اس پر اس کی عبادت گزار بننے کی خواہش ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام نے رات نان جویں پیٹ بھر کر کھالی اور اللہ کے دربار میں حاضر نہ ہوئے اس پر وحی الہٰی ہوئی۔

اے یحییٰ !

کیا تو نے اس دنیا کو آخرت سے بہتر سمجھ رکھا ہے یا میرے جوار رحمت سے بہتر کوئی ٹھکانہ تو نے تلاش کر لیا ہے۔ مجھے اپنے جاہ جلال کی قسم اگر تو جنت کا نظارہ کرلے اور جہنم کو دیکھ لے تو آنسوؤں کے بدلے آنکھوں سے خون کے آنسو بہائے اور اس لباس کی جگہ لوہے کا پہنے۔

مالک بن دینار کی انجیر کی خواہش

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ ایک دن بصرہ کے بازار سے گزر رہے تھے

آپ کی نظر انجیر پر پڑی - جیب میں کچھ نقدی نہ تھی - آپ نے دوکاندار سے کہا میرے جوتے لے لو اور انجیر دے دو ۔ دکاندار نے پرانے جوتوں کے عوض انجیر دینے سے انکار کر دیا - آپ چل دیئے تو دکاندار کو آپ کا پتہ چلا فوراً ٹوکری انجیروں کی بھر کر غلام کو دی - کہا کہ اگر مالک بن دینار یہ ٹوکری قبول فرمالیں تو اس خدمت کے عوض تو آزاد ہوگا - آپ نے فرمایا کہ بیشک اس ٹوکری کے قبول کرنے میں تیرے لئے آزادی ہے اور میرے لئے ہلاکت ہے میں دین کے عوض مرتے دم تک بھی انجیر نہیں لوں گا ۔

حکیمانہ اقوال

ایک دانا کا قول ہے جس انسان پر اس کا نفس غالب آجاتا ہے وہ شہوت کا غلام بن جاتا ہے - وہ بے ہودگی کا تابع بن جاتا ہے - اس کا دل تمام فوائد سے محروم ہو جاتا ہے جس نے اپنے جسم کی زمین کو شہوت سے سیراب کیا اس نے اپنے دل میں ندامت کاشت کی ۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو تین قسموں میں پیدا کیا ۔

۱- فرشتوں کو پیدا کیا انہیں عقل عطا کی مگر شہوت سے محفوظ رکھا ۔

۲ - جانوروں کو پیدا کیا ان کو عقل سے عاری رکھا مگر شہوت عطا کی ۔

۳ - انسانوں کی تخلیق کی اس کو عقل اور شہوت دونوں عطا کیں - جب انسان کی عقل پر شہوت غالب آجاتی ہے تو وہ جانوروں سے بدترین مخلوق بن جاتا ہے جب اس کی شہوت پر عقل غالب ہو تو یہ فرشتوں سے بہتر ہو جاتا ہے ۔

حکایت

جناب ابراہیم خواص رحمتہ اللہ علیہ اپنا قصہ بیان کرتے ہیں کہ میں لکام کے پہاڑ میں تھا وہاں انار دیکھ کر کھانے کی خواہش دل میں پیدا ہوئی ۔ میں نے ایک انار اٹھا کر پھاڑا تو وہ ترش نکلا ۔ میں اسے پھینک کر چل دیا ۔ چند قدم آگے جا کر دیکھا کہ ایک شخص فرش زمین پر لیٹا ہوا ہے ۔ اسے بھڑیں چمٹی ہوئی ہیں ۔ میں نے اسے سلام کیا اس نے میرا نام لے کر جواب دیا میں نے حیرانی سے پوچھا آپ مجھے کیسے پہچانتے ہیں ؟ انہوں نے جواباً کہا !

جو اللہ کو پہچانتا ہے ۔ پھر اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی ۔ میں نے کہا ! تمہارا تو بہت مقام ہے ۔ تم بارگاہ رب العزت میں ان بھڑوں کے دور کیے جانے کے لئے دعا کیوں نہ کرتے اس نے کہا مجھے معلوم ہے کہ اللہ کے ہاں تمہارا بھی بہت بلند مقام ہے ۔ تم نے انار کی خواہش نہ ہونے کی دعا کیوں نہ کی ۔ کیونکہ بھڑوں کی دنیاوی تکلیف انار کھانے کی آخرت کی تکلیف سے بہتر ہے ۔ بھڑیں تو جسم کو ڈستی ہیں ۔ مگر خواہشات انسان کے دل کو ڈس لیتی ہیں ۔ میں یہ نصیحت آموز کلمات سن کر چل دیا ۔ شہوت بادشاہوں کو فقیر اور صبر فقیروں کو بادشاہ بنا دیتا ہے ۔ آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ کیا نہیں پڑھا ۔ یوسف علیہ السلام صبر کی بدولت مصر کے بادشاہ بن گئے اور زلیخا اپنی خواہشات کی بدولت عاجز اور رسوا ہوئی ۔

اور بڑھیا بن گئی۔ اس لئے کہ اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں صبر نہ کیا۔

حضرت ابوالحسن رازی رحمتہ اللہ علیہ کا خواب

آپ اپنا خواب بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں اپنے والد کو جہنمیوں کے لباس میں دیکھا اور پوچھا اباجان آپ کے جہنم پہنچنے کے کیا اسباب تھے؟ انہوں نے جواب دیا میرا نفس مجھے جہنم لے گیا۔ اس کے دھوکہ میں نہ آنا۔

" میں ان چار دشمنوں میں گھرا ہوا ہوں جو میری سیاہ بختی اور تر دامنی کی وجہ سے مجھ پر غالب آگئے۔ شیطان۔ نفس دنیا اور اس کی خواہشات سے مجھے کیسے رہائی مل سکتی ہے یہ چاروں میرے جانی دشمن ہیں۔

میں دیکھتا ہوں کہ خود ستائی اور شہوات کی ظلمت میرے دل کی خواہشات کو اپنی طرف کھینچتی رہتی ہے۔

جناب حاتم اصم رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔

" نفس میرا اصطبل ہے۔ علم میرا ہتھیار ہے۔ ناامیدی میرا گناہ ہے۔ شیطان میرا دشمن ہے اور میں اپنے نفس کو فریب میں مبتلا رکھتا ہوں۔

عارفانہ نکتہ

ایک عارف کا قول ہے جہاد کی تین قسمیں ہیں۔ کفار کیساتھ جو جہاد ہے وہ

ظاہری ہے حکم الٰہی ہے!

يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ -

۲- جھوٹے لوگوں کے ساتھ علم اور دلائل سے جہاد حکم ربانی ہے۔

وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

۳- نفس کے ساتھ جہاد جو برائیوں کی طرف لے جاتا ہے۔ حکم مالک کائنات

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے!

افضل الجهاد جهاد النفس -

سب سے افضل جہاد نفس کے ساتھ ہے۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہ جہاد سے واپس لوٹتے تو فرمایا کرتے تھے

ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹ آئے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے نفس کے ساتھ جہاد کو اس لئے افضل قرار دیا کیونکہ یہ جہاد مسلسل ہوتا ہے۔ اور کفار کے ساتھ جہاد کبھی کبھار ہوتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ غازی اپنے دشمن کو سامنے دیکھتا ہے لیکن اس جہاد میں شیطان نظر نہیں آتا۔ چھپے ہوئے دشمن سے لڑائی دیکھے جانے والے دشمن کی نسبت مشکل ہوتی ہے۔ کافر کے ساتھ جہاد میں قطعاً ہمدردی نہیں ہوتی لیکن شیطان سے جہاد میں نفس اور خواہشات شیطان کی حامی ہوتی ہے۔ لہذا یہ مقابلہ سخت ہوتا ہے۔ کافر کے ساتھ جہاد میں غازی اگر کافر کو قتل کر دے تو فتح اور مال غنیمت حاصل کرتا ہے اگر شہید ہو جائے تو جنت مل جاتی ہے۔ مگر جہادِ اکبر میں انسانی شیطان کے

قتل پر تو قادر نہیں لیکن شیطان اگر بھٹکا دے تو بندہ عذابِ الٰہی کا مستحق اور ٹھکانہ جہنم۔ یہ مثل مشہور ہے۔ جنگ کے دن جس کا گھوڑا بھاگ پڑے وہ کافروں کے ہاتھ پڑھ جاتا ہے اگر ایمان بھاگ جائے تو وہ غضبِ الٰہی کا شکار ہو جاتا ہے جو کفار کے ہاتھ پڑھ جائے اسے اتنی تکالیف کا سامنا نہیں ہوتا جتنا کہ عذابِ الٰہی کے گرفتار کو ایسے شخص کا مُنہ کالا کیا جاتا ہے اس کی مشکیں کس کمر زنجیریں ڈال دی جاتی ہیں۔ اس کے پاؤں میں آگ کی بیڑیاں ہوتی ہیں۔ اس کا کھانا پینا اور لباس نارِ جہنم سے تیار ہوتا ہے۔

ختم شد

ناخن تراشنے کا طریقہ

سیدھے ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے شروع کریں اور چھوٹی پر ختم کریں۔ پھر اُلٹے ہاتھ کی چھوٹی سے شروع کریں۔ انگوٹھے پر ختم کریں۔ آخر میں سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن تراشیں۔ سیدھے پاؤں کی چھوٹی انگلی سے شروع کریں اور انگوٹھے پر ختم کریں۔ پھر اُلٹے پاؤں کے انگوٹھے سے شروع کر کے چھوٹی انگلی پر ختم کریں۔

اظہارِ خیال

نقیبی بھائیو! "النقیب" کی اشاعت کے سلسلہ میں پچھلے ایک سال سے مجلسِ ادارت کی مختلف اوقات میں نشستیں ہوتی رہیں۔ طریقہ کار اور موضوعات زیرِ بحث رہے۔ آخر طے پایا کہ "جشنِ جہانگیری ۱۹۹۰ء" کے موقع پر اس عظیم سہ ماہی مجلہ کو پیش کر دیا جائے۔ قلیل وقت میں اہلِ سلسلہ بھائیوں اور کئی دوسرے حضرات نے مضامین بھیجے جو نہایت جامع اور معیاری ہیں۔ اشاعت کے سلسلہ میں جن بھائیوں نے معاونت کی اُن کے ناموں کی فہرست طویل ہے۔ ادارہ تمام بھائیوں کا شکر گزار ہے خصوصاً کھاریاں چھاؤنی کے خطباء کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے گوناگوں مصروفیات کے باوجود تدوین و تصحیح میں ادارہ کی مدد فرمائی۔

ادارہ چوہدری غلام رسول صاحب کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہے کہ انہوں نے ابتدائی مشکل مراحل میں مالی معاونت فرمائی۔ ادارہ شفاق احمد شیروانی صاحب کی رضاکارانہ مالی پیشکش کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے اگر ضرورت محسوس ہوئی۔ پیشکش ضرور قبول کی جائے گی۔ (انشاءاللہ)

قارئین کرام!

ہمیں آپ کے مشوروں اور مضامین کا انتظار رہے گا۔ جیسا کہ مدیرِ اعلیٰ

نے اپنے اداریے میں فرمایا! کہ

ابتداء میں غلطیوں کے امکانات ہیں۔ آپ کے مضامین صدقۂ جاریہ ہیں۔ آپ مضامین بھجوائیے نوک پلک ہم سنواریں گے۔ ادارہ مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت اشاعت کا ارادہ رکھتا ہے۔

الف :۔ تفسیرِ قرآن

ب :۔ انبیاءِ کرام (علیہ الصلوٰۃ والسلام) صحابہ کرام (علیہ رضوان) اور اولیاءِ عظام کے حالاتِ زندگی۔

ج :۔ ارکانِ اسلام۔

د :۔ سُنتِ نبوی (صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کے متعلق مضامین۔

س :۔ حضرت خواجہ صوفی فقیر محمد نقیب اللہ شاہ صاحب (دامت برکاتہم) کے ارشادات۔ کرامات اور سوانحِ حیات۔

ن :۔ سلسلہ نقیبیہ کے متعلق خبریں اور حالات و واقعات۔

ت :۔ تصوّف۔

س :۔ اقوالِ زرّیں۔

آپ کے مشوروں اور مضامین کا انتظار رہے گا۔ براہِ مہربانی اپنے مضامین ۳۱ رجولائی تک مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال کریں۔

مدیرِ اعلیٰ: النقیب، آصف کلاتھ ہاؤس، نیا بازار، کھاریاں شہر، ضلع گجرات

گوہرِ نایاب

(ترتیب: اشفاق احمد شیروانی سابقہ منیجر سی ایس ڈی) جھنگ

اسکی برکت سے تجھے رزق مل رہا ہے!

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے میں دو بھائی تھے۔ ان میں سے ایک تو روزانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں علم دین سیکھنے کیلئے حاضر ہوتا تھا اور دوسرا دن بھر روزی کماتا اور اپنے بال بچوں کے علاوہ اس بھائی کا خرچ بھی چلاتا تھا۔ ایک دن اس کمانے والے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے بھائی کی شکایت کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام! اس کو طلب علم سے منع کریں اور اسے کمائی کرنے کا حکم دیں تاکہ یہ اپنی دنیا سنبھال لے۔ اس کی شادی وغیرہ کا انتظام ہو سکے۔ مجھ سے اسکا بوجھ اتر جائے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا" شاید کہ اسی کی برکت سے تجھے بھی روزی مل رہی ہے۔ یعنی تو بھی اسے علم دین سیکھنے دے۔ اسکا خرچہ تو برداشت کیے جا۔ اللہ تعالیٰ اسکا رزق تیرے دسترخوان پر بھیجے گا۔ تجھے برکتیں ہوں گی۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

اس فرمان سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شکایت کرنیوالے کی یہ غلط فہمی دور فرمائی کہ تو نے محض کمائی کو حصول رزق کا حقیقی سبب سمجھ رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفتِ رزاقیت سے تمہاری نظر اٹھ گئی۔ یہی وجہ شکایت ہے۔

اگر تم اللہ تعالیٰ پر توکل رکھتے اور سمجھتے کہ رزق وہی دیتا ہے تو تم یہ بھی شکایت نہ کرتے نیز یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح کر دیا کہ تم یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ اسکی قسمت کا رزق تمہارے ذریعے سے اسے پہنچا رہا ہے۔ اور اسی کی برکت سے تمہیں بھی رزق عطا فرما رہا ہے۔ (سرمایہ آخرت۔ مولانا محمد رمضان نقشبندی)

حریص پیر و حریص مرید حضرت داتا گنج بخش (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں "ایک دن میں اپنے شیخ کے ہمراہ سفر میں تھا آذربائیجان کی بستی سے گذرنے لگے تو دیکھا کہ دو تین خرقہ پوش گندم کے ڈھیروں پر کھڑے ہیں انہوں نے کسانوں کے سامنے جھولیاں پھیلا رکھی ہیں۔ شیخ نے انہیں دیکھ کر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ ترجمہ "یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی خریدی ہدایت کے بدلے تو ان کی تجارت نے انہیں کچھ فائدہ نہ پہنچایا۔ اور یہ ہدایت یافتہ نہیں" میں نے عرض کی "حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ کس قدر ذلت میں گرفتار ہیں۔ کہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہو رہے ہیں" شیخ نے فرمایا "ان کے پیر کو مرید جمع کرنے کی حرص ہوئی تو اس کے مریدوں کو دنیا جمع کرنے کی حرص ہو گئی"

شیخ سعدی کا شکوہ: حضرت شیخ سعدی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں "میں نے کبھی زمانہ کی سختیوں کا شکوہ نہیں کیا۔ لیکن ایک بار دامن استقلال ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ نہ میرے پاؤں میں جوتی تھی اور نہ جوتی خریدنے کی استطاعت۔ میں اس ناگفتہ بہ حالت میں تنگ کوفہ کی جامع مسجد میں پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص پڑا ہے۔ جس کے سر سے پاؤں

ہی نہیں ہیں۔ اس پر میں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ اور اپنے پاؤں غنیمت سمجھے۔

(گلستانِ سعدی)

سیاہ پوش بزرگ: ایک فقیر نے ایک بزرگ سے پوچھا "حضرت آپ نے سیاہ پوشی کیوں اختیار فرمائی ہے؟" حضرت نے جواب دیا "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین چیزیں چھوڑی تھیں۔ فقر، علم اور شمشیر۔ شمشیر بادشاہوں نے لی مگر اسے صحیح طور پر استعمال نہ کیا۔ علم علماء نے اختیار کیا مگر اسے پڑھنے پڑھانے تک ختم کر دیا۔ فقر کو فقراء نے اختیار کیا مگر اسے وسیلہ حصولِ مال و جاہ بنا لیا۔ میں نے ان تینوں کے غم میں سیاہ پوشی اختیار کر لی۔ (کشف المحجوب)

حقیقت یہی ہے: حضرت شفیق بلخی (رحمۃ اللہ علیہ) اپنے شہر سے چل کر حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمۃ کے شہر میں ان کی ملاقات کے لیے آئے۔ حضرت ابراہیم بن ادھم نے آپؒ سے پوچھا "آپ کے شہر کے فقیر کس حال میں ہیں" انہوں نے کہا "اچھی حالت میں ہے۔ اگر انہیں کچھ مل جاتا ہے تو شکر کرتے ہیں اور نہیں ملتا تو صبر کرتے ہیں"۔ حضرت ابراہیم علیہ الرحمۃ نے فرمایا "میں نے بلخ کے کتوں کو بھی اسی حالت میں دیکھا"۔

حضرت شفیق علیہ الرحمۃ نے دریافت فرمایا "آپ فقیروں کی کس حالت کو درست سمجھتے ہیں"۔ فرمایا "اگر کچھ نہ پائیں تو شکر کریں اور کچھ پائیں تو دوسروں کو عطا کر دیں"۔ حضرت شفیق بلخی علیہ الرحمۃ نے آپؒ کے سر کو بوسہ دیا اور کہا "حقیقت یہی ہے"۔ (احیاء العلوم)

بشکریہ :۔ صوفی محمد رمضان صاحب کلور کوٹ (بھکر)

غلامیِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

آج حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلقِ غلامی استوار کرنے کیلئے پہلا قدم آپ کو پہچان لینا ہے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجاتِ عالیہ اور بے مثال و بے نظیر عظمتوں کا شعور حاصل کرنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی افضلیت و محبوبیت کا اقرار و اصرار اور اُس کے نتیجے میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولت سے بہرہ ور ہو جانا ہی آج اُمتِ مُسلمہ کی ہر کامیابی کی کلید ہے اگر آج ہم اجتماعی سطح پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہچان کرلیں وہ پہچان جس نے ابنِ قحافہ کو صدیق اکبرؓ اور عمر بن خطاب کو فاروقِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ بنا دیا اور تین سو تیرا دست و پا فوج کو ایک ہزار کے لشکرِ جرار پر فتح یاب کر دیا۔

فضائے بدر پیدا کر، فرشتے تیری نصرت کو
اُتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

(پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری)

میڈا عشق وی توں میڈی جان وی توں

جب انسان کے قلب و باطن میں حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے عشق و محبت کا چراغ روشن ہو جائے اور رشتہ غلامی استوار ہو جائے تو انسان کی شخصیت خود بخود صدق و اخلاص کے ساتھ دینداری کے سانچے میں ڈھلتی چلی جاتی ہے اور جب حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے رشتہ غلامی ان کیفیتوں کو پہنچ جائے تو اس کی رگ رگ صدا بار ہوتی ہے کہ :

میڈا ذکر وی توں، میڈا فکر وی توں
میڈا ذوق وی توں، وجدان وی توں
میڈا سانول مٹھڑا شام سلونا
من موہن جاناں جان وی توں
میڈا دھرم وی توں، میڈا بھرم توں
میڈا شرم وی توں، میڈا شان وی توں
میڈا کعبہ، قبلہ، مسجد، ممبر، مصحف تے قرآن وی توں
میڈے فرض فریضے حج زکوٰتاں، صوم وصلوٰۃ، اذان وی توں

ہم خدائے بزرگ و برتر کے شکر گزار ہیں

کہ ہم النقیب سنہ ہی کی پہلی جلد کو

قارئین کے لیے پیش کر رہے ہیں۔

یہ بات ہمارے لیے باعث فخر ہے کہ اس

نیک کام میں

النقیب کی

○ مجلسِ مشاورت نے پورا پورا تعاون

کیا ہے ہم اپنی پوری کوشش کریں گے کہ ہم انکی توقعات پر پورا اتریں اور خدائے بزرگ و برتر اس نیک کام میں النقیب کی مجلس مشاورت اور ہمیں ہمت دے کہ ہم اس کام کو جاری رکھ سکیں

آمین

مجلس مشاورت النقیب و مطبع

اقوالِ زرّیں

(مرتّبہ :۔ نائب صوبیدار محمد سلیمان ۔ ملٹری پولیس ۔ کھاریاں)

۱۔ دوستوں اور مہمانوں پر اخراجات کا حساب اللہ تعالیٰ نہیں لیتا (خواجہ حسن بصریؒ)

۲۔ کھانے اور سونے کی زیادتی باعثِ ہلاکت ہے ۔ (حضرت فضیل بن عیاضؒ)

۳۔ تین کام بہت مشکل ہیں (اوّل) مفلسی میں سخاوت (دوم) خوف میں صداقت (سوم) خلوت میں تقویٰ ۔ (حضرت بشر حافیؒ)

۴۔ سب سے بڑا دولت مند وہ ہے جو تقویٰ کی دولت سے مالا مال ہو ۔

۵۔ قلیل کھانا جسمانی توانائی کا ذریعہ ہے اور قلیل گناہ روحانی توانائی کا ذریعہ ہے ۔

۶۔ جس کا ظاہر ، باطن کا آئینہ دار ہو ۔ اُس کی صحبت سے کنارہ کش رہو ۔ یادِ الٰہی کرنے والا خدا کے سوا ہر شئے کو خود بخود بھولتا چلا جاتا ہے ۔

(حضرت ذوالنّون مصریؒ)

۷۔ عارفِ کامل وہی ہے جو آتشِ محبت میں جلتا رہے ۔ (بایزید بسطامیؒ)

۸۔ توکّل انبیاء کرام کی پسندیدہ شئے ہے اس لئے اِتباعِ سُنّت ضروری ہے اور توکّل کا مفہوم یہ ہے ۔ کہ خدا کے سامنے اس طرح رہے جیسے غُسّال کے سامنے میّت پڑی رہتی ہے (حضرت سہل بن عبداللہ تستریؒ)

۹۔ فقر تین چیزوں سے حاصل ہوتا ہے (اوّل) سخاوت (دوم) تواضع (سوم) ادب ۔ (حضرت احمد حضرویہ ۔

مطبع نصیرہ پرنٹنگ پریس
گلیانہ روڈ، کھاریاں